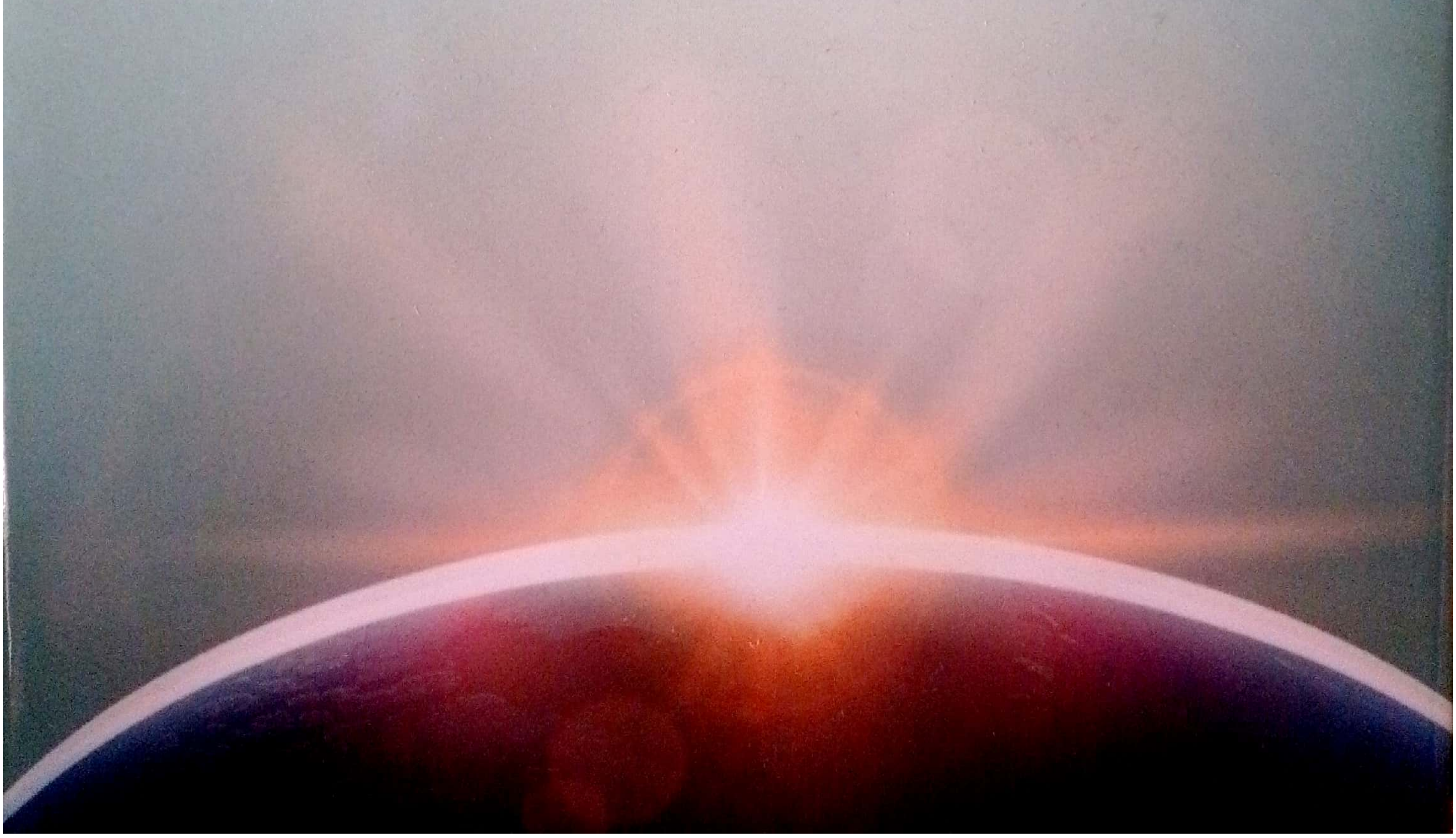
مجموعۂ نعت

اِلی النُّور

سہیل احمد صمیمؔ



شاعر کو تخلیق کے لئے جو پانی درکار ہوتا ہے اس کے لئے وہ بادلوں کی راہ دیکھتا ہے اور بارش کا انتظار کرتا ہے ۔ سہیل صمیم نے نعت کے لئے پانی اپنے اشکوں سے لیا ہے۔اُس نے دکھ کے موسم میں نعت کے شانے پہ اپنا سر رکھا ہے۔ صمیم کی شاعری سے لگتا ہے اب نعت گوئی اُس کے دکھوں کا مداوا اور مقصد حیات ہے۔ وہ شاعری کے فنی رموز سے بخوبی آشنا ہے،اِس لئے اُس کی نعت جذبے اور ہنر کا حسین امتزاج بن گئی ہے۔اُس کے مصرعوں میں رچاؤ اور اس کی شاعری میں بہاؤ قابل داد ہے اور روایت میں جدت کا عنصر قابل تحسین ۔ صمیم تمہارے لئے بہت سی دعائیں۔

حسن عباسی

سہیل احمد صمیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی محبت اور عقیدت میں شعر کہنے کا اعلیٰ جذبہ، فن اور قرینہ عطا کر رکھا ہے۔ جیسا کہ وہ خود بھی کہتے ہیں

نظرِ سرکارؐ پہ توفیقِ خدا ہوتی ہے
زور کی بات نہیں، نعت عطا ہوتی ہے

صمیم آدابِ رسالتِ مآبؐ سے بھی بدرجہ اُتم واقف ہیں اور الفاظ کے عمدہ چناو سے بھی۔ اُنھوں نے یہاں تک احتیاط برتی ہے کہ اِس پورے مجموعے میں کہیں بھی سرکارِ دوعالمؐ کے لئے شعری ضرورت اور عروضی تقاضوں کے پیشِ نظر لفظ "تو، تم، تیرے، تمھارے اور اُس" کا استعمال عمل میں نہیں لایا، بلکہ "آپ، اُن اور اُنہی" جیسے الفاظ کے استعمال کا اہتمام کیا ہے۔
سہیل احمد صمیم کی نعت گوئی کا ایک منفرد گوشہ یہ بھی ہے کہ وہ موجودہ حالات و واقعات کو حضورؐ کے سامنے رکھتے ہوئے اُن سے اِس دگرگوں کیفیت کی اصلاح کے لئے التماس گزار بھی ہیں اور آپؐ کی تعلیمات سے روگردانی پر نوحہ کناں بھی۔ اللہ کرے یہ کتاب مصنف اور قارئین کے لئے توشہِ آخرت ہو۔

عبدالوحید بسمل

سہیل احمد صمیمؔ کے کارِ تصوید کو دیکھا جائے تو اِس کی بہت سی چیزیں اہمیت کی حامل ہیں۔ تمثیل کے طور آپؐ کے نام گرامی کے ساتھ جمع حاضر کے صیغہ کا استعمال اور نعتیہ استغاثے کو مناجاتی رنگ میں کہنا اُن کے فن، فہم اور فراست کی دلیل ہے۔اُنہوں نے اپنی نعت میں صنعتِ اعداد کے ساتھ ساتھ عددی علم کو نہایت موزونیت سے استعمال کیا ہے۔ اِسی لئے اِس تصنیف میں 10 ابیات، 13 قطعات، 23 نظمیں، 40 مصرعوں کی نظم اور 63 اشعار کی نظم ملتی ہے۔ کیوں کہ اِن اعداد کی نبی پاکؐ کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کے ساتھ ایک گہری نسبت ہے۔اگر فن پر بات کی جائے تو وہ شاعری کی مروجہ عروضی پیمانوں کے ساتھ علمِ بیان و بدیع اور محاسنِ قافیہ و ردیف سے مزین عقیدت کے تحفے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ صمیمؔ کا شعر دیکھیں۔

مختصر عمر کو بھی عمرِ خضر میں نے کیا
جب تصور میں مدینے کا سفر میں نے کیا

قاضی ناصر بخت یار خان

عقیدتوں کا لازوال جذبہ یعنی نعت شریف کا حصہ بننے کی سعادت سہیل احمد صمیمؔ کو نہ صرف قلبِ صمیم کی دولت سے نواز رہا ہے بلکہ اُس کو منفرد، سادہ اظہارِ عقیدت اور عاجزی نعت روایت کو بھی بہت کچھ بطورِ خاص عنایت کر رہی ہے۔ قلبِ صمیم کی آرزو میں دست بستہ سہیل احمد صمیمؔ کو دِلی داد اور تحسین۔

اگرچہ میری رگوں میں رواں دواں ہے نعت
مگر حضورؐ کے معیار کی کہاں ہے نعت

جو نعت کہنے کی فہرست میں شمار ہُوا
سخن اُسی کا جہاں میں سدا بہار ہُوا

احمد ریاض

اِلَی النُّور

(مجموعۂ نعت)

سہیل احمد صمیمؔ

نستعلیق مطبوعات

الفیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاھور

0300-4489310 / 0331-4489310

E-mail: nastalique786@gmail.com

ن وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ○ القرآن

نام کتاب : اِلَی النُّور

شاعر : سہیل احمد صمیم

اشاعت : ۲۰۲۳ء

کمپوزنگ : صنم گل

سرورق : عمر شہزاد

مطبع : حاجی منیر پرنٹرز، لاہور

قیمت : -/400 روپے

بیرونِ ملک : -/25 ڈالر

نستعلیق مطبوعات: فیروز سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
0300-4489310 / 0331-4489310
E-mail: nastalique786@gmail.com

انتساب

والد صاحب کی یادوں

اور

والدہ محترمہ کے

اُٹھے ہاتھوں

کے نام

خوشا کز گرد رہ سویت رسیدیم
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
(جامیؒ)

فہرست

''اِلَی النُّور'' حبِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی دستاویز

یہ میرا ایمان ہے کہ نعت ایک سعادت ہے اور ''ایں سعادت بزور بازو نیست''، بلکہ اللہ کی خاص کرم نوازی، عشقِ رسولؐ کا اعلان اور اُنؐ کی بندہ نوازی ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر کلمہ گو کے ایمان کی تکمیل کی شرط ہی حبِ مصطفیٰؐ ہے۔ نعت کے اولین آثار آسمانی صحائف میں موجود ہیں اور پھر بعثت کے بعد عربی زبان کے شعرا سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ فارسی شعرا کے ہاں سے ہوتا ہوا اُردو تک پہنچتا ہے۔ سہیل احمد صمیمؔ بھی نعتیہ روایت میں ایک تازہ لب و لہجے کا شاعر ہے۔ اُس کی نعت کا عمیق مطالعہ نعت کے کئی نئے در وا کرتا ہے۔ صمیمؔ کا نعتیہ مجموعہ اِس لحاظ سے بھی میرے لیے خاص قدر کا حامل ہے کہ یہ ہزارہ کی نعتیہ روایت کی تقویت کا باعث ہے اگرچہ ہزارہ میں نعت کی روایت کا باب نہایت وسیع اور بابرکت ہے۔ قتیل شفائی کا نعتیہ مجموعہ ''نذرانہ'' عرفان صدیقی کی نعت گوئی، محبوب الٰہی عطا کے مجموعہ ہائے نعت، ''نعت دریچہ'' از ارشاد شاکر اِسی روایت کا تسلسل ہے۔ نعت گوئی دو دھاری تلوار ہے جس پر چلنا نہ صرف احتیاط بلکہ فنی پختگی کے ساتھ ساتھ فکری بلوغت کا بھی متقاضی ہے۔ صمیمؔ بنیادی طور پر نظم کا شاعر ہے۔ اُس کی نظم میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اُتم موجود ہیں جو اِسے عہدِ حاضر کے تازہ لب و لہجے والا اور پختہ کار شاعر منوالیں گی۔ وہ ایک با صلاحیت، معتبر مشاہدہ کا حامل، عمیق نظر، مضبوط لفظیات، بالیدہ معنیات، سلیقہ مند صوتیات، ذوق و زینت اور نازک نحویات کی برت کا شعور اور سلیقہ رکھنے والا شاعر ہے۔ اُس کی ساری شاعری اُس کی قادر الکلامی کی گواہ تو ہے لیکن یہ مسودہ جو نعتیہ مجموعے کا صمیمؔ نے ترتیب دیا ہے، حبِ رسولؐ کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ بے شک اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر سلام وصلوٰۃ بھیجتے ہیں تو ہم ایمان والوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔اب چونکہ اس درود و سلام کے لیے زبان کی شرط صرف نماز کے لیے ہی ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی پڑھا جائے اس کے علاوہ آپ جس زبان میں چاہیں درود پڑھیں تو یہی وجہ ہے کہ حسان بن ثابتؓ سے لے کر بوبصیریؒ تک اور جامیؒ اور خاقانی تک اور پھر اردو کے شعرا میں ماہرالقادری، امیر مینائی، محسن کاکوروی سے لے کر صمیم تک، ہر شاعر نے اپنے اپنے لب و لہجے اور اپنی اپنی زبان میں درود بطرزِ نعت لکھا اور پڑھا ہے۔نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کے باب میں سہیل احمد صمیم کی یہ کتاب تین خاص حوالوں کے سبب منفرد ہے:

الف۔نظمیہ اسلوب ب۔سادہ بیانی ج۔عصری شعور

سہیل احمد صمیم کی نعت گوئی میں نظمیہ اسلوب اُس کو اپنے معاصرین شعرا میں نمایاں کرتا ہے۔صمیم کی نعت میں اردو شاعری کا کلاسیکی رنگ ملتا ہے اور اس کا آہنگ نظم کا ہے۔ وہ اپنی نعت میں روایتی نعت گوئی کے اسالیب کی پیروی بھی کرتا ہے اور ان سے احتراز بھی برتتا ہے۔صمیم کی نعت گوئی کو پوری طرح روایتی نعت گوئی نہیں کہا جا سکتا۔اس کی نعت میں حسن بیان اور پیشکش کی ندرت قاری کو ایک الگ ہی لطف سے ہمکنار کرتی ہے۔اس کی نعتیہ نظم ایک الگ انداز میں آغاز کرتی ہے کہ سننے والا اس کی کہانی کے ساتھ ساتھ اپنے تصور میں ایک تصویر بناتا جاتا ہے اور وہ موضوعات کی ماہرانہ برت اور فن کی چابک دستی سے اپنے سامع اور قاری دونوں کو ایک ایسی کیفیت میں رکھتا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ وہ کوئی سیاسی معاملہ، معاشی قضیہ، کوئی سماجی سوال، کسی ثقافتی ناہمواری، دینی نکتہ یا کوئی اور بات کرنے جا رہا ہے کہ یک دم وہ قاری و سامع کی دربارِ نبیؐ میں باریابی کرا دیتا ہے اور اپنا معاملہ، قضیہ، سوال، ناہمواری اور اپنا نکتہ اس ذات اکمل ﷺ کے حضور پیش کر دیتا ہے۔اُس کی نعت ''حل، چلو چلیں، جنت کا راستہ، کامیاب، دروازہ، آزادی، مانگتا ہوں، کرم کریں'' میرے پیش نظر ہیں۔نظمیہ اسلوب کا سب سے بڑا لطف اور سب سے بڑی سہولت ہی یہ ہے کہ شاعر اپنے فکر کو مصلوب و پابند کیے بنا ایک وسیع فکری کینوس تیار کرتا ہے

اور پھر اس میں عشق رسول ﷺ کے رنگ بھرتا ہے،اس میں سپردگی کی قوسیں کھینچتا ہے،توصیف کے پھول کاڑھتا ہے، حسن طلب کے سلیقے برتتا ہے، عشق کے تجربوں کو رنگوں میں گھولتا ہے،نسبتِ رسول ﷺ کی قوس قزح بناتا ہے، رنگوں کی ایسی فضا خلق کرتا ہے کہ جس میں کومل جذبے سرکار دو عالم ﷺ کی ذات کے لازوال رنگوں سے جڑ کر ابدیت حاصل کر لیتے ہیں۔نظمیہ اسلوب میں شاعر کو یہ بھی سہولت ہوتی ہے کہ بیان کے قرینوں کی برت میں وہ نیا تجربہ کر سکتا ہے اور سہیل احمد صمیمؔ کے مزاج میں یہ خصوصیت موجود ہے کہ وہ روایتی ڈگر سے بچ کر اور عمومی راہ سے الگ رہتے ہوئے فکری جولانیاں دکھاتا ہے اور نظم کے وسیلے سے ملنے والی چھوٹ اور سہولت کو برت کر خیال کی انفرادیت اور بیان کی ندرت کو خوب نکھارتا ہے۔لامحالہ اُس کی تمام تخلیقات کو فرداً فرداً یہاں مذکور کرنا باعثِ طوالت ہوگا،لہٰذا اس کی کتاب کے ہر ہر صفحے کا مطالعہ میرے اس دعویٰ کا ثبوت فراہم کرے گا۔

عصری شعور،ایک ایسا جوہر ہے جس کے بغیر تخلیق کار بانجھ ہوتا ہے اور اگر کوئی تخلیق کار کسی تخلیقی سطح پر کوئی فن پارہ تخلیق کر بھی لے تو وہ تخلیق نہایت عامیانہ اور کمزور ہوگی۔صمیمؔ کا عصری شعور اُس کو ایک بانکپن اور اس کے نظریۂ فن کو فعالیت سے نوازتا ہے۔اس کی نعتیہ کلام میں اس عصری شعور کی جھلک اس قدر برجستہ اور بے ساختہ ہے کہ سامع اور قاری دونوں ایک ادبی شیرینی کا لطف لیتے ہیں۔صمیمؔ کا عصری شعور اس کے نعتیہ کلام میں مادہ پرستی، دنیا کے دہرے معیار، بین الاقوامی مسائل کا بیان، اپنی قومی بیانیے کی کمزوری، امت کی زبوں حالی، جسمانی اور ذہنی غلامی اور فکری غلامی میں گرفتاری، جدید عہد کی جدیدیت کا نوحہ، اِن سارے مسائل اور معاملات کا دفتر ''حضورِ شاہِ کل جہاں'' میں پیش کرتا ہے۔شاعر کا عصری شعور ملاحظہ فرمایئے:

حضورِ اکرمؐ تمام امت
مصیبتوں میں پڑی ہوئی ہے
انا کی چاہت، ہوس کی لالچ

سبھی کے دل میں بھری ہوئی ہے
فلک بھی سارا دھواں دھواں ہے
زمین بھی ساری لہولہو ہے
نظام سارے ادھڑ چکے ہیں
جہاں کے منظر اجڑ چکے ہیں

وہ اپنی نعت میں نعت کے روایتی اسلوب سے ہٹ کر عالمی سیاسیات، معاشیات، سماجیات، دینیات، دہشت گردی، قدروں اور روایتوں کی شکست وریخت غرض دنیا کے ہر موضوع کو برتتا ہے اور اس کا مسلک یہ ہے کہ اسی نبی آخرالزماں ﷺ کے صدقے یہ دنیا بنی ہے اور اسی کے طفیل امت وسط کو توقیر اور شان ملی ہے اور اسی نبی خاتم المرسلین ﷺ کو اللہ نے اُسوہ حسنہ سے نواز کر آل آدمؑ کو دنیاوی اور اخروی کامرانی سے نوازا ہے تو پھر ہم کیوں نہ ان کے دربار سے رہنمائی پائیں اور اپنا حال دل ان کو ہی سنائیں۔ مسائل آج کے ہوں یا آنے والے کل کے، رہبر کامل ایک ہی ہیں اور صمیم ان سے حل کا خواہش مند ہے۔

نظم ''چلو چلیں'' سے چند مصرعے:

''بدن کے کھوکھلے نظام نے
شبِ سیاہ کے طویل تر قیام نے
جدیدیت کے ہر امام نے
مرے شعور و آگہی کے راستے میں بے شمار اژدھے بٹھا دیے
اسی لیے خدائے لاشریک سے ملانے والے راستے ہوئے جدا جدا
تصوراتِ دیں کا مرکزی بیانیہ بھی عالمی دباؤ میں بغیر مصلحت خموش ہے
جگہ جگہ ہے روشنی مگر کہیں بھی علم و آگہی کی روشنی نہیں رہی
چلو چلیں دیارِ بدگمان سے یقین کی طرف
مکاں سے لامکاں کی طرف

کسی مباحثِ حسین کی طرف

چلو چلیں سوال سے جواب کی طرف

سراب سے گلاب کی طرف

گناہ سے ثواب کی طرف

چلو چلیں فریبِ وقت سے شعور کی طرف

چلو چلیں حضورؐ کی طرف۔۔۔۔

تیسری خوبی سہیل احمد صمیم کی نعت میں جو مجھے بھائی وہ اس کی سادہ نگاری یا سادہ بیانی کہیے۔اس کی زبان دانی کا کمال آپ کو اس مجموعۂ نعت میں دکھائی دے گا۔اس کی نعت سہل ممتنع کی اعلیٰ مثال ہے، وہ اپنے ارفع خیال اور علمی نکتہ کو بھی بڑی سہولت سے بغیر ثقالت اور مشکل الفاظ وتراکیب کے، بیان کر جاتا ہے۔اُردو شاعری میں سہل ممتنع کی خوبی کوئی نایاب یا کمیاب نہیں رہی لیکن اساتذہ کرام اس خوبی کو شاعری کی جان اور آن قرار دے چکے ہیں۔صمیم کی عمومی شاعری بھی اس وصف سے مالا مال ہے لیکن نعت ایک ایسا شعبہ ہے کہ جہاں شاعر پر شاعری کی شرائط کی پابندیوں کے علاوہ اس ہستیٔ بے مثال کی شان وشوکت کا ادب اور احترام بھی لازم ہوتا ہے۔ایک عربی شعر یاد آ رہا ہے کہ:

وَ اَحمد مصطفیٰ فینا مطاع
فلا تعشوہ بالعول العنیف
(امیر حمزہؓ)

(ترجمہ: احمد مصطفیٰ ہمارے درمیان مربی اور سردار ہیں لہذا ان کی شان میں نامناسب بات نہ کہنا۔)

اس لیے ایک شاعر کا اس دو دھاری تلوار پر چلنا خاصا مشکل اور جان گسل کام ہوتا ہے۔اس کے باوجود صمیم کی نعت سادہ بیانی کا وصف لیے ہوئے ہے گو اس کے کلام میں ترکیب سازی، صنائع بدائع کا استعمال ہے لیکن مجموعی شاعری کا مزاج سادہ اور رواں ہے۔

یہ رونقیں ہیں آپؐ سے، یہ قمقمے ہیں آپؐ سے

خدا قسم خدا کے سارے سلسلے ہیں آپؐ سے

یہ روشنی، یہ چاشنی، یہ زندگی، یہ راگنی
یہ چاندنی ہے آپؐ سے، یہ زمزمے ہیں آپؐ سے

....

جن کو سرکارؐ کی جانب سے اجازت نہ ملی
لکھ نہ پائے وہ کبھی نعت ہنر ہوتے ہوئے

....

نعت کہنے کے لئے طرزِ بیاں مل جائے
بے زباں شخص کو یعنی کہ زباں مل جائے

شاعری میں سادہ بیانی ایک خوبی ہے لیکن ساتھ یہ دھیان بھی رہے کہ خیال کی کامل ترسیل کے لیے بعض اوقات زبان کی سادگی رکاوٹ بھی بن جاتی ہے لیکن ایسا کوئی معاملہ صاحب کتاب کو لاحق نہیں ،اس لیے وہ اپنے کلام میں ابلاغِ تام کے سارے تقاضے پورے کرتا ہے۔

اس مجموعے میں مسدس کی ہیئت میں بھی نعت شامل ہے،مسدس کو اصنافِ شعر میں سب سے زیادہ موسیقیت کی حامل صنف جانا جاتا ہے۔صمیم نے مسدس کو اپنی نعت گوئی میں خوب استعمال کیا ہے۔ایک بند ملاحظہ کیجیے:

کچھ نہیں ہوش مجھے، ہاتھ میں زر کچھ بھی نہیں
واقعی حُسنِ عمل، حُسنِ نظر کچھ بھی نہیں
اپنے ماحول کے بارے میں خبر کچھ بھی نہیں
ہجر کی رات ہوں اُمیدِ سحر کچھ بھی نہیں
مہرباں ہوتے نہیں، رازِ نہانی مجھ پر
اے نبیؐ کھول دیں اب میری کہانی مجھ پر

صمیم اپنی اس کتاب میں اپنے ذوق وشوق اور جذب و مستی کے ساتھ رسالت مآبؐ کے دربار میں کھڑا دکھائی دیتا ہے۔

مجھے حاصل سکونِ زندگی ہو بس
مجھے دنیائے شہرت سے جدا کر دیں

اس دعا کے ساتھ کہ برادرِ خورد سہیل احمد صمیم کا یہ ہدیہ نعت خاص و عام میں مقبول ٹھہرے، صمیم کو اس مجموعہ نعت جیسے اور مجموعہ ہائے نعت لکھنے کی توفیق اور سعادت ملے، صمیم کی اس کاوش کا اجر اس کے والد مرحوم کو یوں ملے کہ ان کی تربت جنت مثال ہو اور والدہ ماجدہ کے دعاؤں والے ہاتھ تا دیر سلامت رہیں۔ اس سعادت کی برکت سے اس کے اجداد کی مغفرت کا سامان ہو، دعا ہے اِس مجموعۂ نعت میں جس قدر دعائیہ مصرعے ہیں اللہ اُن مصرعوں کو، اس کے اہل خانہ اور اس کے دوستوں کے حق میں قبول فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر عادل سعید قریشی

(ایبٹ آباد)

صمیمِ قلب سے لکھی ہوئی معطر نعتیہ شاعری

اُردو زبان وادب میں ایسے خوش نصیب شعرا بھی ہیں جو نعتیہ کلام سے خاص لگاؤ اور عقیدت رکھتے ہیں۔نعت نگاری کا بڑا ذخیرہ ایسے ہی شعرائے کرام کہ وجہ سے ثروت مند ہوتا جارہا ہے۔اِس مخصوص قبیلے کے ایک شاعر سہیل احمد صمیمؔ ہیں جو نعت کہنے کا نہ صرف اعلیٰ شعور رکھتے ہیں بلکہ اس فن کے تقاضوں سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔جہاں تک مجھے علم ہے جنابِ صمیم نے نعت گوئی کی تقریباً تمام مروجہ شعری اصناف مثلاً غزل،قطعہ،ابیات،مسدس ترجیع بند،ترکیب بند، کے علاوہ آزاد نظم کی ہیئت میں بھی بے حد مؤثر،شیریں اور دل نشیں نعتیں لکھی ہیں۔جس کا ایک بھرپور اور خوب صورت انتخاب اس کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ان تمام نعتوں میں جہاں اُن کی عقیدت،محبت اور سوز شامل ہے وہاں دل آویزی اور دل نشینی کے عناصر بھی یکجا ہو گئے ہیں۔اِس مجموعے میں شامل ہر نعت اپنے متنوع موضوعات،تخلیقی جوہر،فنی مہارت اور مقدار و کیفیت کے اعتبار سے مثالی ہے۔صمیم کی یہ کوشش رہی ہے کہ عقیدت اور وارفتگی کے تمام احساسات کو سرورِ کونینؐ کی شانِ اقدس کے لیے وقف کردے۔ہر نعت اپنا ایک تہذیبی اور مذہبی منظر نامہ رکھتی ہے جہاں آپؐ کے شمائل وفضائل اپنے تمام جمالیاتی اوصاف کے ساتھ نکھرتے چلے جاتے ہیں۔صمیم نے نعت کے توسط سے اپنے عہد کے سماجی پہلوؤں کو بھی بیان میں رکھا ہے۔جس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے عہد کو آپؐ کی نظرِ کرم کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ان تمام نعوت میں جذبۂ صادق کی فراوانی نظر آتی ہے۔نعت کا ایک ایک شعر سخن وری کی دل نوازی کا کرشمہ ہے، کچھ

مثالیں دیکھیں:

ایک کہرام تھا ترتیب نہیں تھی موجود
زندگی کی کوئی ترکیب نہیں تھی موجود
رازِ حق پانے کی ترغیب نہیں تھی موجود
یعنی تہذیب میں تہذیب نہیں تھی موجود
رُکی روشنی گمنام نگر ہوتی تھی
زندگی قبر کی صورت ہی بسر ہوتی تھی

....

سلسلہ شوقِ وفا وصفِ عطا جاری ہوا
سب مریضوں کے لئے آبِ شفا جاری ہوا
کفر پر جیسے کوئی حکمِ سزا جاری ہوا
آپؐ کا آنا ہوا ذکرِ خدا جاری ہوا
خالی تھے جتنے مکاں اُن کے مکیں لائے آپؐ
عرش سے فرش پہ اک خلدِ بریں لائے آپؐ

جب سے الطاف حسین حالی نے مسدس "مدوجزر اسلام" میں مسدس کی ہیئت میں نعتیہ اشعار کہے اُس کے بعد یہی ہیئت نعتیہ کلام کے لیے مقبول ہوگئی اب جس کی حیثیت ایک مستقل روایت کی بن چکی ہے۔ جناب صمیم بھی اس روایت کو برقرار رکھنے اور اسے اپنی کامل صحت کے ساتھ نبھانے میں کامیاب رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ مجموعہ عقیدت مندانہ احساسات کا ترجمان اور عکاس بن گیا ہے۔ صمیم نے کمال مہارت کے ساتھ نعت کے جملہ تقاضوں کو فنی اور ادبی بصیرت کے ساتھ مدنظر رکھا۔ غالب کی طرح وہ بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کا تعلق ایک ایسی امت کے ساتھ ہے جس کے سردار اور والیِ دو جہاں کے واسطے

آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ یہ مجموعہ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ نعت گوئی ان کے لیے محض ایک ادبی صنف نہیں بلکہ توشئہ خاص کا درجہ رکھتی ہے۔ایک ایک شعر سے عشق رسول کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر نعت اسی عشق رسول کی تعبیر کا اشاریہ ہے۔

جنابِ ضمیم کا شعری ذوق بہت سلجھا ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ وزن، بحر، قافیہ اور ردیف کا چناؤ خاص اہتمام سے کرتے ہیں۔ ہر نعت میں حزم و احتیاط کا پہلو نمایاں ہے۔ کہیں مبالغہ آرائی یا زبان کی کوتاہی نظر نہیں آتی ۔ان کی ہر ممکن کوشش رہی ہے کہ الفاظ و تراکیب کی موزونیت کے ساتھ مضمون کی صداقت، تاریخی تناظرات اور واقعیت کے عناصر میں کوئی جھول باقی نہ رہے۔خوشی اور اطمینان کی بات ہے یہ کہ وہ اپنی اس کاوش میں سرخرو ہوئے ہیں۔انھوں نے دانستہ بیان کی رنگینی اور دور از کار تخیل سے کام نہیں لیا۔اس کے برعکس ایسا شعری تخیل فعال نظر آتا ہے جو نبی کریم (ص) کی ذات بابرکات کو اعلی صفات کے ساتھ منکشف کرتا ہے۔

یہ بات خاطر نشان رہے کہ معیاری نعت کی اصل قدر و قیمت کا اندازہ اس کے نفس مضمون اور زبان و بیان کی قدرت کے ساتھ مشروط ہے۔ ہمارے کئی نعت گو اس کا خیال نہیں رکھتے جس کی وجہ سے کئی مسائل سامنے آتے ہیں۔سہیل احمد ضمیم نے تعریف و توصیف کے ضمن میں جس اعتدال اور توازن کا خیال رکھا اس کی داد دینا لازمی ہے۔ان کا خالص جذبہ عشق اور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی سے خاص لگاؤ ہر قدم پر ان کی رہنمائی کرتا رہا ہے۔نعت میں غلو سے کام نہ لینا اور تاریخی حقائق کو پیش نظر رکھنا کوئی آسان بات نہیں تاہم جناب ضمیم ان مشکل اور کٹھن مراحل سے کامیاب گزرے ہیں۔

ہمارے عہد میں نعت کا زیادہ تر ذخیرہ غزلیہ ہیئت میں سامنے آ رہا ہے لیکن ضمیم کو اپنے معاصرین پر یہ سبقت حاصل ہے کہ انھوں نے خود کو کسی ایک شعری ہیئت تک محدود نہیں رکھا بلکہ کئی نظمیہ پیٹرن میں نعت کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ہزارہ کی نعتیہ ادبی روایت یا

عقیدتی اثاثے میں بھی یہ کتاب اپنا انفراد قائم کرے گی۔اس مجموعے کی بدولت نعت کے صنفی، ہیئتی اور اسلوبیاتی آفاق وسیع ہوئے ہیں۔عصری نعتیہ ادب میں صمیم کی نعت گوئی لطافتِ تخیل، اندازِ فکر اور تشکیل معانی کی بدولت اپنے اثرات مرتب کرتی رہے گی۔یہ مجموعہ اپنی منفرد حیثیت اور شان دار حقیقت نگاری کی وجہ سے نعتیہ ادب میں اونچے مقام پر فائز ہوگا۔

ڈاکٹر عامر سہیل

ایبٹ آباد

اظہارِ تشکر

گذشتہ سال شادی کے چند دنوں بعد میں شعری مجموعے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایک دن (۱۳ فروری ۲۰۲۲) بڑے بھائی صابر حسین اور دوسرے دن (۱۴ فروری ۲۰۲۲ء) کو والد صاحب جدا ہو گئے۔ دو دِنوں میں دو سانحات نے پورے گھر اور بالخصوص مجھے مفلوج و منجمد کر کے رکھ دیا تھا۔ کیفیات کی عجیب بھاگم بھاگ تھی۔ اشک آنکھوں سے لاوے کی صورت اُبل کر باہر آ رہے تھے۔ دل کا چٹانی حوصلہ شیشے کی طرح بکھر چکا تھا۔ میرا تو ابھی بھائی ذاکر کا زخم ہرا تھا، اور اوپر سے اِس دُکھ نے دماغ سن کر دیا۔ وہ اضطراب تھا کہ بیان ممکن نہیں، دُکھ کہ حرفوں سے تعبیر نہیں کر سکتا۔ میں کتنا رویا مجھے یاد نہیں، کس کس نے دلاسہ دیا خبر نہیں۔ سوگواری کی فضا اور محرومیوں کا ایسا منظر دکھائی دیتا تھا جہاں جیسے ہی کوئی اُمید کا پھول اُگا تو یکدم اُس پر آسمانی بجلی گر گئی۔ گویا یہ سال میرے لئے بھی مثلِ عام الحزن تھا۔ مگر اِن دُکھ بھرے لمحوں سے واپسی سرکارِ دو عالم ﷺ کی نظرِ کرم اور خدائے پاک کے احسانِ عظیم، نعت کی صورت میں ہوئی۔ جب جب کوئی نعت ہوئی تو ریگ زاروں میں پھول کھلے اور دل کو سکون و کیف ملا۔ یعنی ''اُنہی کے صدقے مرا اضطراب ختم ہُوا''۔ اِس نعمتِ عظیم پر اِس وقت آنکھیں اشکبار، جبیں بصورتِ سجدۂ شکر، جان و دل مسرور، رنگِ سخن سرمست اور لبوں پر درود و سلام ہے۔ اِس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ یہ نعمت صرف اور صرف پیکرِ جمال، سراپا لطف و کرم کے اِمام و سرکارِ دو عالم ﷺ کی عطا ہے۔ جس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

اِس نعتیہ مجموعے کی اشاعت پر میں اپنے تمام دوستوں، رشتہ داروں، اور اپنے گھر والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہر موقع پر میری حوصلہ افزائی کی۔ دوستوں میں بالخصوص عبدالوحید بسمل، قاضی ناصر بخت یار خان، ڈاکٹر عادل سعید قریشی، واحد سراج، احمد ریاض، امین صادق، جنید کاظمی اور عمر شہزاد کے لئے بھی اجرِ عظیم کی دعا کرتا ہوں جو اِس نعتیہ مجموعے کی اشاعت میں معاون رہے۔ اگر چہ میں نے اپنی بساط مطابق ہر ممکن احتیاط برتی کہ کوئی ایسا لفظ، مصرعہ یا شعر نہ کہوں جو حضور پاک ﷺ کی شان مبارک اور حفظِ مراتب میں کسی کمی بیشی کا باعث بنے مگر پھر بھی آدمِ خاکی ہوں نادانی کا امکان موجود ہے۔ سو خدائے پاک سے معافی کا طلبگار ہوں۔

اگر چہ میری رگوں میں رواں دواں ہے نعت
مگر حضورؐ کے معیار کی کہاں ہے نعت

آخر میں اِس نعتیہ مجموعے کی تکمیل پر اللہ پاک کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بارگاہِ رسالت ﷺ میں دست بستہ التماس گزار ہوں کہ آپ ؐ کی عطا سے ہی یہ ممکن ہُوا اب آپؐ اِسے اپنی رحمت کا سایہ عطا کریں اور مجھے مزید عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر صمیمِ قلب سے نعت کہنے کے ساتھ ساتھ بار بار مکہ و مدینہ کی حاضری کا شرف بھی نصیب فرمائیں۔ اے اللہ میرے نعتیہ مجموعے کو میری والدہ محترمہ، میرے فوت شدگان (والد صاحب، بھائی صابر حسین، بھائی محمد ذاکر، بھتیجے ابو بکر)، میرے بہن بھائیوں، گھر کے تمام افراد اور میرے لئے توشۂ آخرت بنا۔ آمین۔

مجھے قبول کریں بزم نعت گوئی میں
عطا ہو زورِ قلم اے رسولِ عرب و عجم!!

سہیل احمد صمیم
۲۵ جنوری ۲۰۲۳

میرے ہادی

(بارگاہِ خداوندی میں چند گزارشات)

مرے ہادی مری ساری کہانی روزِ اوّل سے بڑی گھمبیر ہے
حالانکہ یہ معلوم ہے مجھ کو زمیں و آسماں بھی مسکرائے تھے مری تخلیق پر
ہاں نکتہ چینی بھی ہوئی تھی کچھ مرے کردار پر
لیکن خدائی فیصلہ صادر ہُوا
سب سے میں ہی برتر ہُوا
علمِ لُدنی کا میں ہی پیکر ہُوا
میں مانتا ہوں میرے پیچھے اک
مکمل داستاں ہے میرے ہادی
پر مری منزل کہاں ہے میرے ہادی؟

اوّل اوّل میں نے سمجھا مٹی سے گارے تلک تھوڑا سفر ہے بس
مری خاطر یہ سارا بحروبر ہے بس
مرا جنت میں گھر ہے بس

اِدھر میں نغمۂ شاداب گاؤں گا

جمالِ شعلۂ رنگیں کو پاؤں گا

حکایاتِ محبت گنگناؤں گا

میں سمجھا تھا مری تخلیق کی ساری کہانی ہی یہاں تک ہے

جہانِ حسن کی پوری جوانی ہی یہاں تک ہے

میں سمجھا تھا مری نقلِ مکانی ہی یہاں تک ہے

مگر اِس سلطنت میں بھی خلل آ ہی گیا

یعنی خدائے کل کی پیشانی پہ بل آ ہی گیا

پھر اس کے بعد جو بارِ گراں مجھ پر گرا میرے گماں میں بھی نہ تھا

میں ایک دم جنت سے ویرانوں میں بھیجا جاؤں گا سوچا نہ تھا

میزانِ دنیا پر نئی طرزوں پہ تولا جاؤں گا سوچا نہ تھا

اِک بار بھی اپنی محبت کی جدائی بارے میں سوچا نہ تھا

میں نے سراسر جگ ہنسائی بارے میں سوچا نہ تھا

اپنی تباہی بارے میں سوچا نہ تھا

میں نے کبھی فرشی خداؤں کی خدائی بارے میں سوچا نہ تھا

ہر ایک شے اِس حالتِ بے حال پر خاموش تھی
ہر ایک شے اس حالتِ بے حال پر خاموش ہے

اور آج تک ایسا سفر درپیش ہے
جس کا ٹھکانہ پانے کی خاطر مجھے نیندوں سے خوابوں تک
صحیفوں سے کتابوں تک سفر کرنا پڑا
قابیل سے ہابیل تک جانا پڑا
میں کشتیِ نوح سے چلا ہوں اور
نیلے پانیوں میں تیرتا فرعونیت کا خاتمہ کرتے ہوئے بازارِ مصری تک گیا
میں اپنے لوگوں کے ہاتھوں ہی سے دار و صلیبی تک گیا
فرہاد اور مجنوں کہانی مجھ سے ہے
منصور کی شعلہ بیانی مجھ سے ہے
یعنی خدا کی ہر نشانی مجھ سے ہے
بے شک مری موجودگی ہی رونقِ بزمِ جہاں ہے میرے ہادی
پر مری منزل کہاں ہے میرے ہادی؟

کیا مجھے خونی سیاست کے لئے بھیجا گیا ہے؟
کیا مجھے قانونِ فطرت سے بغاوت کے لئے بھیجا گیا ہے؟
میں نے ہر صورت فساداتِ جہاں پر
مذہبی رنگوں کا ایسا رنگ چھڑکا ہے

کہ جس سے سومناتی مندروں سے القدس تک کُل دراڑیں پڑ گئیں
ہر اِک معرکہ میں نے ہی جیتا مگر ہارا ہُوا ہوں میں
بڑی ہی مشکلوں میں مبتلا ہوں میں
مجھے سمجھاؤ کیا ہوں میں
مرا اپنا قبیلہ کون سا ہے
میں جہاں سے آیا وہ رستہ کہاں ہے میرے ہادی؟
زندگی جوشِ طلب دل میں رکھے دشوار رستوں پر رواں ہے میرے ہادی
پر مری منزل کہاں ہے میرے ہادی؟

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ رونقیں ہیں آپؐ سے، یہ قمقمے ہیں آپؐ سے
خدا قسم خدا کے سارے سلسلے ہیں آپؐ سے

یہ روشنی، یہ چاشنی، یہ زندگی، یہ راگنی
یہ چاندنی ہے آپؐ سے، یہ زمزمے ہیں آپؐ سے

یہ انبیاء، یہ اولیاء، یہ صوفیاء، یہ اتقیاء
یہ سب مقام آپؐ سے، یہ مرتبے ہیں آپؐ سے

یہ عظمتیں، یہ رفعتیں، یہ برکتیں، یہ رحمتیں
یہ حکمتیں ہیں آپؐ سے، یہ معجزے ہیں آپؐ سے

یہ باغباں، یہ آستاں، یہ آسماں، یہ کل جہاں
یہ کوٹھیاں ہیں آپؐ سے، یہ بنگلے ہیں آپؐ سے

امیر کی، غریب کی، فقیر کی، اسیر کی
ضرورتیں ہیں آپؐ سے، معاملے ہیں آپؐ سے

زمیں پہ دھوم آپؐ کی، فلک پہ دھوم آپؐ کی
ہر اک جہاں میں دلفریب تذکرے ہیں آپؐ سے

دکھوں میں جان ہے صمیمؔ کی حضورؐ کچھ کرم
کرم ہے آپؐ سے، کرم کے فیصلے ہیں آپؐ سے

مسدس در مدحِ رسول ﷺ

دائرے زیست کے گمنام ہوا کرتے تھے
اِس جہاں میں بڑے ہنگام ہوا کرتے تھے
سانحے باعثِ دُشنام ہوا کرتے تھے
اور جھگڑے تو بہت عام ہوا کرتے تھے
رب کی توحید بھی معدوم ہوئی جاتی تھی
مرکزی راز سے محروم ہوئی جاتی تھی

ایک کہرام تھا ترتیب نہیں تھی موجود
زندگی میں کوئی ترکیب نہیں تھی موجود
رازِ حق پانے کی ترغیب نہیں تھی موجود
یعنی تہذیب میں تہذیب نہیں تھی موجود
شکر کی روشنی گمنام نگر ہوتی تھی
زندگی قبر کی صورت ہی بسر ہوتی تھی

بیٹیاں گھر میں رہیں ایسا نشاں تھا ہی نہیں
اِک بیابانی تھی اندازِ مکاں تھا ہی نہیں
حق پرستی کا کوئی کام وہاں تھا ہی نہیں
آگ ہی آگ تھی ظاہر میں دھواں تھا ہی نہیں

بت پرستی نے قدم خوب جمائے ہوئے تھے
قتل وغارت سے سبھی خوں میں نہائے ہوئے تھے

حُسنِ اخلاق کی تعلیم نہیں ہوتی تھی
جذبۂ شوق کی تفہیم نہیں ہوتی تھی
نور تھا نور کی تعظیم نہیں ہوتی تھی
بات کمزور کی تسلیم نہیں ہوتی تھی

راستے راہ کی دیوار ہوئے جاتے تھے
لوگ حالات سے بیزار ہوئے جاتے تھے

خانۂ دین تھا ایمان نہیں تھا باقی
دہر میں عشق کا سامان نہیں تھا باقی
آگہی کا کوئی امکان نہیں تھا باقی
دورِ ظلمات تھا انسان نہیں تھا باقی

رونقِ بزمِ جہاں، خام لباسی کی طرح
جیسے صحرا میں کٹے شام اُداسی کی طرح

رونقِ بزمِ جہاں آپؐ کے آنے سے ہوئی
ساری تکفیرِ بتاں آپؐ کے آنے سے ہوئی
دشت میں سیلِ رواں آپؐ کے آنے سے ہوئی
ذات اللہ کی عیاں آپؐ کے آنے سے ہوئی

آپؐ نے سینۂ باطل تا ابد چاک کیا
مالکِ کُل کا جہاں ازسرِ نو پاک کیا

سلسلہ شوقِ وفا وصفِ عطا جاری ہوا
سب مریضوں کے لئے آبِ شفا جاری ہوا
کفر پر جیسے کوئی حکمِ سزا جاری ہوا
آپؐ کا آنا ہوا ذکرِ خدا جاری ہوا

کفر و اسلام کے مابین دراڑیں آئیں
آپؐ کے آنے سے دنیا میں بہاریں آئیں

بزمِ توحید سجی آپؐ کے آنے سے سجی
عشق کی دھوم مچی آپؐ کے آنے سے مچی
کفر کی رگ جو کٹی آپؐ کے آنے سے کٹی
آگہی جتنی بڑھی آپؐ کے آنے سے بڑھی

طاقتِ کفر کہیں پست، کہیں جام ہوئی
فرش سے عرش تلک حمد و ثنا عام ہوئی

ہر جگہ لطف و کرم شام و سحر جاری ہُوا
روکنے والے بہت آئے مگر جاری ہوا
بے ہنر قوم کو سامانِ ہنر جاری ہوا
حسن کو حسنِ عمل، حُسنِ نظر جاری ہوا
سارے عشاق محبت کی تڑپ پانے لگے
دل ،نظر، جان کو خالق کی طرف لانے لگے

صبر کا، شکر کا ہر سجد ہ ادا ہونے لگا
خالقِ کُل کا ہراک وعدہ وفا ہونے لگا
دین و دنیا بھی ملے لطف و عطا ہونے لگا
قلبِ جاں دیپ سے خورشید نما ہونے لگا
نعرۂ عشق جواں خوب جواں ہونے لگا
چہرۂ نورِ خدا پھر سے عیاں ہونے لگا

خشک دریا میں روانی کا چلن عام کیا
نرم خو، نرم بیانی کا چلن عام کیا
فخرِ آدم کی کہانی کا چلن عام کیا
آپؐ نے حق کی نشانی کا چلن عام کیا

دیں چمکدار ہُوا آپ کے آنے سے ہُوا
حق نمودار ہُوا آپ کے آنے سے ہُوا

وہ جو کعبہ میں پڑے بت تھے اُنہیں توڑ دیا
رُخِ باطل کو رہِ حق کی طرف موڑ دیا
ایک ہی ضرب سے کفّار کا سر پھوڑ دیا
خلق کو خالق و معبود سے پھر جوڑ دیا

خالی تھے جتنے مکاں اُن کے مکیں لائے آپؐ
عرش سے فرش پہ اِک خلدِ بریں لائے آپؐ

سوئی مخلوق کو بیدار کیا آپؐ ہی نے

منزل و دشت کو گلزار کیا آپؐ ہی نے

خُلد کا راستا ہموار کیا آپؐ ہی نے

خُلق کو صاحبِ کردار کیا آپؐ ہی نے

ہر زمانے کے لئے پہلی ضرورت ہیں آپؐ

مرکزی راز ہیں بنیادِ محبت ہیں آپؐ

ربِ اکبر کی بڑی خاص عنایت ہیں آپؐ

رب کی مخلوق ہیں سب رب کی مشیت ہیں آپؐ

کبھی قرآں کبھی قرآں کی تلاوت ہیں آپؐ

سارے نبیوں کے لئے مہرِ نبوت ہیں آپؐ

رزق مخلوق کو مِلتا ہے وسیلہ ہیں آپؐ

سلسلہ جتنا بھی چلتا ہے وسیلہ ہیں آپؐ

مرکزِ کعبۂ دیں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
آخری نورِ مبیں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
حق کی انوارِ جبیں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
سب حسینوں سے حسیں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
سلسلہ جود و سخا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
یعنی محبوبِ خدا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں

رونقِ کون و مکاں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
پسِ تخلیقِ جہاں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
فرش پر رب کی زباں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
عرش کا رازِ نہاں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
دیں کی رگ رگ میں رواں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
رازِ تسکینِ جہاں آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں

سر بہ سر لطف و عطا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
فکر و فن فقر و غنا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
شافعِ روزِ جزا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں
منبعِ نورِ خدا آپؐ ہی تھے آپؐ ہی ہیں

آپؐ گلزارِ جہاں، آپؐ ہی انوارِ جہاں
آپؐ انوارِ جہاں، آپؐ ہی گلزارِ جہاں

آپؐ شمشیرِ خدا، آپؐ ہی تحریرِ خدا
آپؐ تحریرِ خدا، آپؐ ہی تقریرِ خدا
آپؐ تطہیرِ خدا، آپؐ ہی توقیرِ خدا
آپؐ جاگیرِ خدا، آپؐ ہی تکبیرِ خدا
چاندنی گوہر و یاقوت و نگیں کچھ بھی نہیں
آپؐ کے سامنے دُنیا کے حسیں کچھ بھی نہیں

زندگی درد سے پرخار ہوئی پھر سے حضورؐ
آگہی باعثِ آزار ہوئی پھر سے حضورؐ
روشنی راہ کی دیوار ہوئی پھر سے حضورؐ
بندگی بھی بڑی دشوار ہوئی پھر سے حضورؐ

اے نبیؐ واقفِ اَسرار بہت تھوڑے ہیں
آج کل صاحبِ کردار بہت تھوڑے ہیں

شوقِ دنیا ہے بہت خوفِ خدا ہے ہی نہیں
بڑھتی جاتی ہے گھٹن اور ہوا ہے ہی نہیں
وقتِ محشر ہوں کھڑا وقتِ قضا ہے ہی نہیں
کون سی سمت رواں ہوں یہ پتا ہے ہی نہیں

دل ہے بے تاب مدینے میں بلا لیں مجھ کو
کردیں اسباب مدینے میں بلا لیں مجھ کو

بے ہنر فرد ہوں سامانِ ہنر دیں مجھ کو
بس مدینہ کی طرف اذنِ سفر دیں مجھ کو
باادب علم و ہنر حسنِ نظر دیں مجھ کو
عشق بس آپؐ سے ہو ایسا جگر دیں مجھ کو
مستیِ شوق میں اِک مست قلندر کر دیں
دامنِ خاک کو سونے کے برابر کر دیں

ﷺ

بس ایک چشمِ کرم ، اے رسولؐ عرب و عجم
مٹیں یہ درد و الم، اے رسولِ عربؐ و عجم

ادا میں کر نہیں سکتا، حقِ ثنا خوانی
اگر ہوں سات جنم، اے رسولِ عربؐ و عجم

یہ جو میں آپؐ کی توصیف لکھتا رہتا ہوں
ہے آپ کا ہی کرم، اے رسولِ عربؐ و عجم

مجھے قبول کریں بزمِ نعت گوئی میں
عطا ہو زورِ قلم، اے رسولِ عربؐ و عجم

کوئی نہ خالی گیا ، آج تک مدینے سے
رہے مرا بھی بھرم، اے رسولِؐ عرب و عجم

ہر ایک غم سے ملے میری زندگی کو نجات
ہر اک خوشی ہو بہم، اے رسولِؐ عرب و عجم

خدا نے وقتِ ملاقات یہ کہا ہوگا
بڑھائیں اپنے قدم، اے رسولِؐ عرب و عجم

قطرے سے سمندر

عالمِ تنہائی میں گم ہو چکا تھا میں حضورؐ
دشت کی گیرائی میں گم ہو چکا تھا میں حضورؐ
عشق کی پرچھائی میں گم ہو چکا تھا میں حضورؐ
حسن کی پہنائی میں گم ہو چکا تھا میں حضورؐ
ایک قطرے سے سمندر کر دیا ہے آپؐ نے
حِلم سے دامن منور کر دیا ہے آپؐ نے

چشمِ حیرت آرزوئے آب سے نکلا ہوں میں
آپؐ کے صدقے غمِ گرداب سے نکلا ہوں میں
دربدر تھا غفلتوں کے خواب سے نکلا ہوں میں
تھا بہت مشکل، دلِ بے تاب سے نکلا ہوں میں
آپؐ نے سکھلائے رازِ زندگی مجھ کو حضورؐ
ورنہ یہ دنیا لگی تھی اجنبی مجھ کو حضورؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دل اُدھر ہوتا ہے ظاہر میں اِدھر ہوتے ہوئے
اور کیا چاہیے اب اُن کی نظر ہوتے ہوئے

گر تمنا ہے کرم کی تو کرو خود کو زیر
بات بنتی نہیں اُس در پہ زبر ہوتے ہوئے

ہے اگر عشقِ نبیؐ جان سے بڑھ کر، جو تمھیں
کیوں فقط دل ہی اُنہیں دیتے ہو سر ہوتے ہوئے

مرے سرکارؐ کے دربار میں جانے کے لئے
چاہیے اِذنِ سفر ، زادِ سفر ہوتے ہوئے

جن کو سرکارؐ کی جانب سے اجازت نہ ملی
لکھ نہ پائے وہ کبھی نعت ہنر ہوتے ہوئے

دل اگر عشقِ نبیؐ میں نہیں رہتا سرشار
پھر تو پتھر ہُوا سامانِ گھر ہوتے ہوئے

مانگتا ہوں

زنگ آلودہ محبت سے لرز جاتا ہوں
ایک چھوٹی سی شرارت سے لرز جاتا ہوں
خود سے خود تک کی مسافت سے لرز جاتا ہوں
یعنی میں اپنی ہی صورت سے لرز جاتا ہوں

ایسی حالت ہے کہ حالت کا پتا ہے ہی نہیں
مرضِ نو کی کوئی معروف دوا ہے ہی نہیں

شدتِ کرب سے ہر وقت بھرا رہتا ہوں
آتشِ خورد کے پہلو میں کھڑا رہتا ہوں
وصل ہوں ہجر کے رنگوں میں اڑا رہتا ہوں
اِک نگینہ ہوں سرِ راہ پڑا رہتا ہوں

جانبِ طیبہ قدم ہو تو کوئی بات بنے
آپؐ کی چشمِ کرم ہو تو کوئی بات بنے

میں خطا کار ہوں بخشش کی دعا مانگتا ہوں
چار سو میرے اندھیرے ہیں دیا مانگتا ہوں
بس کہ صحرا میں ہوں کچھ تازہ ہوا مانگتا ہوں
آپؐ سے اپنے لئے اذنِ شفا مانگتا ہوں
آپؐ ہی چشمِ کرم لطف و عطا کر دیں حضورؐ
دامنِ دل میں مرے جود و سخا بھر دیں حضورؐ

آپؐ کی شان ہے قطرے کو سمندر کرنا
اپنی خیرات سے مفلس کو سکندر کرنا
جو میسر نہ ہو دنیا میں میسر کرنا
اپنے تو بس میں نہیں ایسا تصور کرنا
درد کو چین جو ملتا ہے فقط آپؐ ہی سے
حمد کا پھول جو کھلتا ہے فقط آپؐ ہی سے

ہوں عطا مجھ کو بھی آدابِ دعا کے انداز
مجھ پہ کھل جائیں زمانے کے سبھی عجز و نیاز
عشق یوں ہو کہ ملے میری ثنا کو پرواز
اِک ذرا اُونچی نہ ہو میری کبھی بھی آواز

آپ ؐ کا ذکر کروں، صرف یہی چاہت ہے
آپ ؐ کی نعت پڑھوں، صرف یہی چاہت ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ ملائک ، یہ قلندر، یہ سخن ور سارے
رشک سے دیکھتے ہیں اُن کو پیمبر سارے

سب جہانوں کے ہیں سردار مدینے میں مقیم
اُن کے در کا ہی تو کھاتے ہیں در سارے

اِنس و جن ہوں کہ نباتات و جماداتِ جہاں
پاتے ہیں حسنِ نظر، اُن سے برابر سارے

ایک آواز شفاعت کے لئے اُبھرے گی
جب قیامت میں پریشاں ہوں گے لشکر سارے

ہر طرف عام تھا دنیا میں اندھیروں کا رواج
اُن کی آمد ہی سے روشن ہوئے منظر سارے

رنگ دیتے ہیں وہ ایسا کہ کسی صورت بھی
اُٹھ کے جاتے نہیں اُس در سے گداگر سارے

ایسا شاہی ہے یہ دربارِ مدینہ کہ جہاں
رہ نمائی کے لئے جاتے ہیں رہبر سارے

معراجِ ثنا

کچھ نہیں ہوش مجھے، ہاتھ میں زر کچھ بھی نہیں
واقعی، حسنِ عمل، حسنِ نظر کچھ بھی نہیں
اپنے ماحول کے بارے میں خبر کچھ بھی نہیں
ہجر کی رات ہوں اُمیدِ سحر کچھ بھی نہیں

مہرباں ہوتے نہیں رازِ نہانی مجھ پر
اے نبیؐ! کھول دیں اب میری کہانی مجھ پر

بس کہ اخلاص و محبت سے ملائیں مجھ کو
موسمِ کرب کے تیروں سے بچائیں مجھ کو
مقصدِ کون و مکاں سارے بتائیں مجھ کو
زندگی بھر کے لئے ہوش میں لائیں مجھ کو
آپؐ کے در کی اگر خاک عطا ہو جائے
پھر یقیناً مری معراجِ ثنا ہو جائے

دل کے آنگن میں کھلیں پھول بہاروں کی طرح
ذرّہٗ خاک چمک جائے ستاروں کی طرح
جذب سے دیکھیں مجھے لوگ نظاروں کی طرح
آپؐ سے عشق کروں، آپؐ کے یاروں کی طرح
مری توقیر ہو قسمت کا دھنی کر دیں حضورؐ
کوئی حاجت نہ رہے اِتنا غنی کر دیں حضورؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بہ فیضِ نورِ خدا جل اُٹھا حرا کا چراغ
حرا کے نور سے چمکا رہِ خدا کا چراغ

رسولِ پاکؐ کا در ایک ایسا در کہ جہاں
فنا کے تیل سے ہی جلتا ہے بقا کا چراغ

دیارِ صاحبِ کوثر میں جگمگا رہا ہے
کہیں سبیلِ کرم تو کہیں عطا کا چراغ

گدائے قبلۂ لطف و عطا ہوں اِس خاطر
خلافِ تند ہوا کافی مجھ گدا کا چراغ

تمام عمر رہوں میں درِ نبیؐ کا غلام
تمام عمر چمکتا رہے وفا کا چراغ

ازل سے نام چلا آ رہا ہے رب کے ساتھ
ابد تلک رہے گا شاہِ دوسرا کا چراغ

درود جھولی میں میری، لبوں پہ میرے سلام
مرے لئے ہے یہی بس مری دوا کا چراغ

تبھی تو مٹتے چلے جاتے ہیں اندھیرے صمیمؔ
ہے روشنی کی کرن اُنؐ کے نقشِ پا کا چراغ

حضورِ شاہِ کُل جہاں کی بات کرتے ہیں

زمیں کی بات کرتے ہیں نہ آسماں کی بات کرتے ہیں
حضورِ شاہِ کُل جہاں کی بات کرتے ہیں

ہمارے آس پاس کی یہ روشنی اُنہیؐ کے دم سے ہے
یہ زمزمے، یہ چاندنی اُنہیؐ کے دم سے ہے
شعور و آگہی، یہ بندگی اُنہیؐ کے دم سے ہے
عنایتیں، نوازشیں، کرم، عطا
بدن میں تازگی اُنہیؐ کے دم سے ہے
یہ حُسن یہ جمالِ دو جہاں
یہ سادگی اُنہیؐ کے دم سے ہے
ناممکنات میں وہ ممکنات ہیں

مرا عقیدہ ہے

وہ مقتصد، وہ روحِ مقصدِ نظامِ کائنات ہیں

وہ دینِ حق کی شش جہات ہیں

وہ آئینۂ جمال کی حیات ہیں

تمام منزلوں کے راستے اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے بہم کیے

ستم سہے مگر کرم کیے

ہمیشہ مہرباں رہے، تو مہرباں کی بات کرتے ہیں

حضورِ شاہِ کُل جہاں کی بات کرتے ہیں

یہ حکمتیں، یہ معجزے اُنہیؐ کے فیض سے عیاں ہوئے

خوشا کہ اُنؐ کی اِک

صدائے حق پہ بے زباں بھی اُن کے ہم زباں ہوئے

دل ودماغ کو خبر کہاں!

کہ اُن کے تذکرے کہاں کہاں ہوئے

سکونِ قلب مل گیا

یقیں کے قافلے رواں دواں ہوئے

جو اُن کے نقشِ پا پہ چل دیے
زمیں پہ رہ کے بھی وہ آسماں ہوئے
خدائے وحدہٗ کے ترجماں کی بات کرتے ہیں
حضورِ شاہِ کُل جہاں کی بات کرتے ہیں

وہ چاند سے حسین ہیں
وہ آفتابِ علم و دین ہیں
وہ وارثِ علومِ اولین ہیں
وہ واقفِ اُمورِ آخرین ہیں
بلاشبہ وہ آخری مبین ہیں
وہ سیدِ الانام ہیں
وہ مقتدائے کُل جہان ہیں
یقینِ حق کی جان ہیں
ہمارے واسطے وہ سائبان تھے، وہ سائبان ہیں
سنو کہ سائباں کی بات کرتے ہیں
حضورِ شاہِ کُل جہاں کی بات کرتے ہیں

صَلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم

چلے ہیں عرش پہ اور ہم رکاب کوئی نہیں
وہ مرتبہ ہے کہ جس کا جواب کوئی نہیں

کرے گا کیسے کوئی مدحِ عابد و معبود
ملے بھی ایسے کہ اُن میں حجاب کوئی نہیں

میں نعت لکھتا رہوں اور نعت پڑھتا رہوں
کہ اپنا اِس کے علاوہ نصاب کوئی نہیں

کیا ہے ذکرِ نبیؐ اور تمام گھر مہکا
اگرچہ صحن میں میرے گلاب کوئی نہیں

خوشا کہ جاری و ساری ہے فیضِ نعتِ رسولؐ
خوشا کہ زندگی میں اب سراب کوئی نہیں

ہے اتفاق سبھی کا کہ دو جہاں میں کہیں
شبابِ مثلِ پیمبر شباب کوئی نہیں

نبی کریمؐ کو پہنچے مری طرف سے صمیمؔ
درود اِتنا کہ جس کا حساب کوئی نہیں

آمد

خدا کی پاک سرزمین پر
تمام لوگ تھے مگن فضولیات میں
کوئی کسی فریب میں
کوئی کسی وبال کی لپیٹ میں
نظامِ زندگی کا کوئی حال ہی نہ تھا
خدا کو ماننے کا تو سوال ہی نہ تھا
مگر!
خدا کے نام سے جڑا تھا جن کا نام، آ گئے
ہر اک نبی، ہر اک رسول کے امام، آ گئے
بلند سے بلند تر مقام جن کا، آ گئے
عظیم سے عظیم تر کلام جن کا، آ گئے

خدا کی عظمتیں بیان کیں

خدا کو لوگ جاننے لگے

خدا کو لوگ ماننے لگے

ستم زدہ قلوب کو قرار دے دیا حضورؐ نے

خدا قسم خدائی کو نکھار دے دیا حضورؐ نے

صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کرم ہو مجھ پہ سرکارِ مدینہ
تصور میں ہے دربارِ مدینہ

کوئی غم ہے نہ کوئی آرزو ہے
یہ دل رہتا ہے بیمارِ مدینہ

مرے مالک بہت بے تاب ہوں میں
عطا ہو جائے دیدارِ مدینہ

نہیں کوئی جہاں میں اُن کے جیسا
بڑا اُونچا ہے دربارِ مدینہ

مری جاں ہو فدا پیارے نبیؐ پر
مرا دل ہو طلب گارِ مدینہ

خدا بخشش کرے گا ہے عقیدہ
اگر ہو زیست کردارِ مدینہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ازل سے لے کے تا ابد ہے تذکرہ حضورؐ کا
بلند سے بلند تر ہے مرتبہ حضورؐ کا

عظیم سے عظیم لوگ اُنؐ کے نقشِ پا کی خاک
بڑے بڑوں سے مستند، کہا ہُوا حضورؐ کا

یہاں وہاں کی بات تو فقط گماں کی بات ہے
خبر نہیں کہاں کہاں ہے سلسلہ حضورؐ کا

ستم اُٹھا کے خیر کی دعائیں بانٹتے رہے
ہے حوصلہ اگر، تو صرف، حوصلہ حضورؐ کا

ہر ایک چیز کو حیات آپ کے سبب ملی
حیات کو صفات دینا معجزہ حضورؐ کا

بغیر عشقِ مصطفیٰ کسی کو کچھ نہیں ملا
اُسے خدا بھی مل گیا جو ہو گدا حضورؐ کا

خوشا، مجھے بھی نعت کہنے کا ہنر عطا ہوا
خوشا کہ میں بھی بن گیا ہوں منگتا حضورؐ کا

حل

جہانِ رنگ و بو کی کم نصیبی دیکھئے
کہ کمپیوٹروں کا زور ہے
مگر خیال ختم ہو گئے، کلام ختم ہو گیا
عجب نظامِ آگہی کا دور ہے کہ آدمی کا احترام ختم ہو گیا
کہیں یہ دور ایسا دور تو نہیں!
کہ جس میں اپنے آپ پر پڑی تھکن اتارتے اتارتے مریں گے سب
ادب لحاظ اور سکون کے بغیر زندگی گزارتے گزارتے مریں گے سب
صحیح مسیحِ وقت کو غلط مقام پر پکارتے پکارتے مریں گے سب
کہیں یہ دور ایسا دور تو نہیں!
کہ جس میں میڈیا کے وار سے ضمیر بیچنے کی رسم کو ادا کریں گے سب
ہر ایک خیر کو فنا کریں گے سب
گھٹن بڑھے گی اِس قدر کہ موت کی دعا کریں گے سب

کہیں یہ دور ایسا دور تو نہیں!

کہ جس میں آدمی گناہ دیکھے گا نہ ہی ثواب دیکھے گا

نئی نئی وبائیں دیکھے گا، نئے نئے عذاب دیکھے گا

محبتوں کی راہ میں جگہ جگہ سراب دیکھے گا

ضروریاتِ زر کے ایسے دور میں

عداوتوں کے شور میں

عطا کا پھل حضورؐ ہی کے پاس ہے

محبتوں کی ڈل حضورؐ ہی کے پاس ہے

بلاشبہ!

تمام مسئلوں کا حل حضورؐ ہی کے پاس ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دل کے صدمات مٹیں نورِ سحر ہو جائے
کاش اِک بار مدینے کا سفر ہو جائے

پھر کوئی مانگے خدا سے تو بھلا کیا مانگے
مانگنے والے پہ جب اُنؐ کی نظر ہو جائے

اُن کی اَنوارِ تجلّی کی کوئی حد ہے ہی نہیں
آنکھ پتھر پہ ٹکائیں تو گہر ہو جائے

سارا دن، رشک میں کٹتا ہے یقیناً اُس کا
جس کی اِک شام مدینے میں بسر ہو جائے

مرے مالک مرے شعروں میں اثر دے ایسا
میں یہاں نعت کہوں ، اُن کو خبر ہو جائے

پھر اُسے زیست کی تسکیں کا ہنر ملتا ہے
جس کا اِک بار مدینہ سے گزر ہو جائے

پیشِ نظر

فضائے امن کہیں بھی نظر نہیں آتی
عجیب نعرے یہاں پر عجیب صورت ہے
بنامِ دین مسلماں کا قتل عام ہُوا
سمجھ نہیں رہے ہم کیسی یہ کدورت ہے

سفر جو پیشِ نظر ہے سفر نہیں لگتا
چراغ اتنے بجھے ہیں شمار کوئی نہیں
ہوائے خیر کے چلنے سے لوگ ڈرتے ہیں
نظر نثار بہت ، جاں نثار کوئی نہیں

رسولِ رحمتِ عالمؐ کے صدقے میں مولا
ہر ایک دستِ خزاں کو بہار مل جائے
قدم قدم پہ یہ موجود زندہ لاشوں کو
خود اپنے ہونے کا کچھ اعتبار مل جائے

وطن میں شوقِ شرارت عروج پا چکا ہے
فضائے صحنِ حرم سی بہار چاہیے ہے
یہ عصرِ نو کے تقاضے عجیب ٹھہرے ہیں
نظامِ عہدِ نبیؐ مستعار چاہیے ہے

تمام خوف و مصائب جڑوں سے مٹ جائیں
سکون و کیف کی تازہ ہوائیں چلنے لگیں
خزاں رسیدہ چمن دہر میں کہیں نہ رہے
کہ جب بھی لوگ ملیں تو خوشی سے ملنے لگیں

صلى اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زندگی کا نظام ہو جائے
ذکرِ خیر الانام ہو جائے

حاضری جب نصیب ہو، تو بھلے
زیست کا اختتام ہو جائے

وردِ صلّی علیٰ کروں ہر دم
زندگی یوں تمام ہو جائے

بات یہ بھی بہت بڑی ہو گی
نام ابنِ غلام ہو جائے

راحتِ دل گداگری میں ہے
گر کرم ہو تو کام ہو جائے

نعت کہنا نہیں مری اوقات
ذکر کرنے میں نام ہو جائے

میرے اللہ مدینے جانے کا
غیب سے انتظام ہو جائے

چلو چلیں

بدن کے کھوکھلے نظام نے
شبِ سیاہ کے طویل تر قیام نے
جدیدیت کے ہر امام نے
مرے شعور و آگہی کے راستے میں بے شمار اژدھے بٹھا دیے
اِسی لیے خدائے لاشریک سے ملانے والے راستے ہوئے جدا جدا
نہ پیر ہیں زمین پر، نہ سر پہ کوئی آسمان ہے
ہر ایک شخص دوسرے سے بدگمان ہے
وجودِ آدمی کے ارتقا کا سلسلہ بھی خیر کا نہیں رہا
کسی بھی چیز میں تمیز کرنا ممکنات میں نہیں رہا
کوئی بھی شخص اب حدودِ ذات میں نہیں رہا
سکوں کا ایک پل بھی کائنات میں نہیں رہا
کوئی اثر یہاں کسی کی بات میں نہیں رہا

تصوراتِ دیں کا

مرکزی بیانیہ بھی عالمی دباؤ میں بغیر مصلحت خموش ہے

جگہ جگہ ہے روشنی مگر کہیں بھی علم و آگہی کی روشنی نہیں رہی

چلو چلیں!

دیارِ بدگمان سے یقین کی طرف

مکان سے مکین کی طرف

کسی مباحثِ حسین کی طرف

چلو چلیں!

سوال سے جواب کی طرف

سراب سے گلاب کی طرف

گناہ سے ثواب کی طرف

چلو چلیں!

فریبِ وقت سے شعور کی طرف

چلو چلیں حضورؐ کی طرف

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غبارِ عشق ہوں سوزِ بلال دیں آقاؐ
زمینِ کرب و بلا سے نکال دیں آقاؐ

تمام لوگ مجھے جذب و شوق سے دیکھیں
عطائے نعت میں ایسا کمال دیں آقاؐ

نئے چراغِ سحر پھر جلانے کی خاطر
زبانِ فکر کو اذنِ سوال دیں آقاؐ

ہر ایک شخص اُداسی کے لے میں ڈوبا ہے
نظامِ جبر ہے رحمت کی شال دیں آقاؐ

کریں قبول مجھے بھی غلامی میں اپنی
نہ مال وزر نہ جنوب و شمال دیں آقاؐ

مرے جنون پہ سایا رہے صداقت کا
مرے شعور کو سُچّا خیال دیں آقاؐ

مری نظر کو محبت کے تازہ رنگ ملیں
مرے دماغ کو ذوقِ جمال دیں آقاؐ

حضورِ اکرمؐ

حضورِ اکرمؐ تمام اُمت
مصیبتوں میں پڑی ہوئی ہے
اَنا کی طاقت، ہوس کی لالچ
سبھی کے دل میں بھری ہوئی ہے
فلک بھی سارا دھواں دھواں ہے
زمیں بھی ساری لہولہو ہے
نظام سارے اُدھڑ چکے ہیں
جہاں کے منظر اُجڑ چکے ہیں
چلی ہے ایسی فضائے مفلس
کہ خواب سارے بکھر چکے ہیں
ثواب کیا ہے، عذاب کیا ہے
نئے جہاں کا مزاج کیا ہے

حضورِ اکرمؐ تمام اُمت

سبق یہ سارے بھلا چکی ہے
بڑے بڑے بت بنا چکی ہے
یہ قتلِ ناحق پہ تُل گئی ہے
یہ دین داری کے چکروں میں
سبھی کو کافر بنا رہی ہے
نظامِ نفرت جگا رہی ہے
خیال ہے یہ
ہوس کے ہتھے چڑھی ہوئی ہے
حضورِ اکرمؐ تمام اُمت
مصیبتوں میں پڑی ہوئی ہے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگرچہ میری رگوں میں رواں دواں ہے نعت
مگر حضورؐ کے معیار کی کہاں ہے نعت

وہ بامراد ہُوا جس کو اُنؐ کا عشق ملا
وہ کامران ہُوا جس پہ مہرباں ہے نعت

ہر ایک ذرّہ زمیں کا درود پڑھتا ہے
وہ جانتے ہیں کہ ہوتی کہاں کہاں ہے نعت

بس ایک نسبتِ آقاؐ کا ہے سہارا ہمیں
ہم عاصیوں کے لئے ایک سائباں ہے نعت

کوئی ہو دیکھنے والا تو دیکھ سکتا ہے
کہ کائنات کا ہر اِک رُواں رُواں ہے نعت

مرے نصیب کو دولت یہی نظر آئی
غلامِ شاہِ اُمم ہوں، مرا بیاں ہے نعت

کامیاب

جہانِ زندگی کی چھت تلے
نئے معاشرے کے تلخ دور میں
مجھے بھی چاندنی سے پیار تھا
مجھے بھی عاشقی کی چاہ تھی
مجھے بھی ابتدا سے انتہا کا شوق تھا
ابھی تو مٹ گیا کبھی بلا کا شوق تھا
میں اپنے اردگرد سیج کے کچھ محل بنانے میں لگا رہا
اُدھر زمانہ کروٹیں لئے بہت ہی تیز دوڑنے لگا
ہر اک کی سوچ کو تراش کر
وہ اپنے ساتھ جوڑنے لگا

تمام لوگ اپنی اپنی سوچ بیچنے لگے
وہ ایک دوسرے کو دلدلوں میں کھینچنے لگے
مگر بہ فیضِ سیرتِ حبیبِ کبریا
نظامِ آگہی بچانے کے لئے
سوالِ حق اٹھانے کے لئے
چراغِ صبحِ نو جلانے کے لئے
میں اپنی سوچ کا کوئی بھی زاویہ بدل نہیں سکا
کسی کے زور پر کسی نظام میں کبھی بھی ڈھل نہیں سکا
میں اُن کی راہ پر چلا
مرا وجود انقلاب ہو گیا
خوشا میں کامیاب ہو گیا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذہن تو رسم و روایات میں آیا ہُوا ہے
دل مگر اُن کی محبت میں سمایا ہُوا ہے

جھوٹ کو سچ کا لبادہ تو میں دینے سے رہا
کہ نمک احمدِؐ مختار کا کھایا ہُوا ہے

شانِ احمدؐ کو بیاں کون کرے گا، جن کا
تذکرہ ارض و سماوات میں پھیلا ہُوا ہے

درد و آلام و عداوت کی بھری دُنیا سے
میں نے جانا ہے کہاں، راستا سوچا ہُوا ہے

اُس کو آئے گی نظر خلدِ بریں پھیکی سی
جس نے سرکارؐ کے دربار کو دیکھا ہُوا ہے

جو بھی جی جان سے آقاؐ کے طریقے پہ چلا
بس وہی شخص تو کردار کا سچّا ہُوا ہے

میری رسوائی کسی طور نہیں ہے ممکن
ہاتھ آقاؐ نے مری پشت پہ رکھّا ہُوا ہے

رشک پھر کیوں نہ کروں نسبت سرکار پہ میں
کہ اِسی رشک نے ایمان سے جوڑا ہُوا ہے

فکرِ روزی نہ کوئی اور مجھے ڈر کہ میں نے
مشکلوں کے لئے اک اسم سنبھالا ہُوا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بلاشبہ تمام انبیا کی اُونچی شان ہے

مگر

جو میرے مصطفیٰ کی آن بان ہے

کہ جس طرح کھڑا ہُوا زمیں پہ آسمان ہے

صَلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

جو نعت کہنے کی فہرست میں شمار ہُوا
سخن اُسی کا جہاں میں سدا بہار ہُوا

حروفِ احمدِ مرسلؐ کا ورد کرنے لگے
کہ زندگی میں کبھی دل جو سوگوار ہُوا

وہاں کی چشمِ کرم کا بیان کیسے کریں
کہ بے قرار دِلوں کو جہاں قرار ہُوا

جو آدمی دل وجاں سے ہوا نبیؐ کا غلام
ہر ایک آدمی پھر اُس پہ جاں نثار ہُوا

جنہوں نے دیکھ لیا، ایک بار اُنؐ کا نگر
تو اپنے ہونے کا پھر اُن کو اعتبار ہُوا

اگر ہو دل میں ادب روضۂ نبیؐ کا صمیم
تو کم شمار بھی اُس جا پہ بے شمار ہُوا

کمال

خدائے وحدہٗ کے دین پر
جو حسن ہے، جمال ہے
یہ سب حضورؐ کا کمال ہے
یہ بحر و بر میں ''الکتاب'' روشنی
یہ آدمی کے دل میں بندگی کا جو خیال ہے
یہ سب حضورؐ کا کمال ہے

کہیں اِمام ہیں
کہیں خطیب ہیں
کہیں مجاہدین ہیں
کہیں قلندری خیال ہے
یہ سب حضورؐ کا کمال ہے

نظامِ زر کے دور میں
منافقت کے شور میں
کدورتوں کے وقت میں
ابھی تلک خدا سے جو
ہمارا رابطہ بحال ہے
یہ سب حضورؐ کا کمال ہے

صَلَّی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم

زندگی کے نئے آثار عیاں ہوتے ہیں
ذکرِ سرکارؐ میں جب اشک رواں ہوتے ہیں

پاسِ منصب کہ قدم اُنؐ کے زمیں پر، ورنہ
راز ایسے تو سرِ عرش نہاں ہوتے ہیں

گرچہ توصیف بہت کرتا ہوں اُن کی لیکن
اُنؐ کے معیار کے الفاظ کہاں ہوتے ہیں

شوق سے ہوتے ہیں محبوبِ خدا کے جو غلام
ایسے ہی لوگ تو محبوبِ جہاں ہوتے ہیں

آسرا جن کا ہوں سرکارؐ مدینے والے
لوگ وہ عرش تلک وردِ زباں ہوتے ہیں

آپؐ کے دم سے

یقین و عشق کی ساری ہوائیں آپؐ کے دم سے
یہ موسم، یہ نظارے
یہ گھٹائیں آپؐ کے دم سے
نہ ہوتے آپؐ
تو دنیا ہر اِک ترتیب سے باہر ہی رہنی تھی
ہماری زندگی تہذیب سے باہر ہی رہنی تھی
شعورِ ذات کے اسرار کھلنے ہی نہیں تھے
حلقۂ حق اور مقاماتِ مقدس نے عیاں ہونا نہیں تھا

یعنی صحرا میں کبھی دریا رواں ہونا نہیں تھا

راہِ جنت کا کوئی امکان بھی وردِ زباں ہونا نہیں تھا

رب کے ہونے کا بیاں ہونا نہیں تھا

آسمانِ حق کی ساری کہکشائیں آپؐ کے دم سے

یہ موسم، یہ نظارے

یہ گھٹائیں آپؐ کے دم سے

یقین و عشق کی ساری ہوائیں آپؐ کے دم سے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زندہ رکھتی ہے محبت آپؐ کی
ہر زمانے کو ضرورت آپؐ کی

آپ کا اسمِ گرامی ہے سند
ہم پہ لازم ہے اطاعت آپؐ کی

حاضری کی ہے طلب میرے حضورؐ
مجھ کو مل جائے اجازت آپؐ کی

ماند لگ جائے گا اُس کو چاند بھی
دیکھ لی ہو جس نے صورت آپؐ کی

سب رسولوں کی رسالت محترم
سب سے افضل ہے رسالت آپ ؐ کی

وہ اَمر ہو جائے دنیا میں صمیمؔ
جس کو مل جائے محبت آپ ؐ کی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سراپا لطف و کرم کے اِمام پر ہو سلام
مرے نبیؐ مرے خیرالاَنام پر ہو سلام

وہ جن کے نور سے پھیلا شعورِ ذات یہاں
اُنہیؐ عظیم نبیؐ کے پیام پر ہو سلام

خدا نے پاک رکھا اہتمام آمد کا
خدائے پاک کے ایسے نظام پر ہو سلام

وہ مقصد، وہ قدردانِ روحِ عالمِ کُل
سو روحِ عالمِ کُل کے مقام پر ہو سلام

مرے رسولؐ کے ہر ایک لفظ پر ہو درود
مرے حبیبؐ کے ہر اک کلام پر ہو سلام

مرے نذیر کے ہر دوست کی ہو خیر صمیم
مرے کریمؐ کے ہر اِک غلام پر ہو سلام

کرم کریں!

وہ جو شعور تھا برائے خاص و عام ختم ہونے کے قریب ہے
حضورؐ میرے ملک کا نظام ختم ہونے کے قریب ہے
نظام ختم ہونے کے قریب کس طرح ہُوا
یہ پوچھتا نہیں کوئی
وہ جن کو راہبری کا شوق تھا
وہ اپنی راہبری چھپائے پھرتے ہیں
خدا کے آگے تو نہیں
نظامِ زر کے آگے گردنیں جھکائے پھرتے ہیں
جو عشق حاصلِ کمال تھا، زوال کا شکار ہے
زوال کا شکار اِس قدر
کہ نفرتوں سے دوستیاں بنائے پھرتے ہیں

عبادتیں برائے نام ہیں
بنامِ دین قتل عام ہیں
اگرچہ لوگ عشق و پیار کے علم اُٹھائے پھرتے ہیں
گو ظاہراً ہے روشنی مگر چراغِ فکر جل نہیں رہے
ہم ایک جا پہ منجمد ہیں چل نہیں رہے
شدید قحط ہے
محبتوں کا میٹھا جام ختم ہونے کے قریب ہے
حضورؐ میرے ملک کا نظام ختم ہونے کے قریب ہے
ہمارے راستے ہیں 'میں' کے راستوں کو 'ہم' کریں
محبتیں بہم کریں
حضورؐ میرے ملک پر کرم کریں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

مختصر عمر کو بھی، عمرِ خضر میں نے کیا
جب تصور میں مدینے کا سفر میں نے کیا

جب چلا جانبِ منزل تو ہوئے راز عیاں
آشنا خود کو وہاں بارِ دگر میں نے کیا

میں نے اِک نعت کہی اشک فشانی کر کے
اور فنِ شعر کو تا حشر اَمر میں نے کیا

ایک مدت سے مرا دل رہا پتھر جیسا
ذکرِ سرکارؐ سے پتھر کو گہر میں نے کیا

دروازہ

علم و حکمت کے تاک پہ رکھی گرد آلود کتابوں پر
گلشن میں کھلنے والے سرخ گلابوں پر
تعبیر طلب خوابوں پر
جب میری نظریں جم جاتی ہیں
تو پھر!
شاہِ سرکارِ دو عالمؐ کی نسبت سے
میری سوچ کے آنگن میں
اِک منظر تازہ کھُل جاتا ہے
یک دم میرے دل کا دروازہ کھُل جاتا ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کرم کر دیں، محبت آشنا کر دیں
رضائے دل کو اب رب کی رضا کر دیں

بڑی مدت ہوئی بے چین ہیں بیمار
مریضوں کے لئے حکمِ شفا کر دیں

مجھے حاصل سکونِ زندگانی ہو
مجھے دنیائے شہرت سے جدا کر دیں

کبھی پلٹیں نہ دُنیا کی طرف نظریں
اِنہیں اپنی گلی میں مبتلا کر دیں

فقیروں کو بھی اذنِ حاضری ہو اب
ہماری حاضری کا معجزہ کر دیں

جنت کا رستہ

شہر کی اخباروں پر غور کریں
تو معلوم یہ ہوتا ہے
دنیا خود پر نفرت کے خول چڑھانے میں مصروف عمل ہے
افسوس کہ ہم کو اک دوجے کے دُکھ سے کچھ فرق نہیں پڑتا
شہروں میں رہنا مشکل ہوتا جاتا ہے
انساں جنگل جانب بھاگ رہے ہیں
حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے
قسمت سوتی جاتی ہے
اشکوں کے ہار پروتی جاتی ہے
ایسی جھنجٹ بستی میں
بس ذکرِ سرکارؐ کریں
اپنی جنت کا رستہ ہموار کریں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عروض و بحر نہ حسن و ادا ضروری ہے
سخن ہو نعت کا تو پھر دعا ضروری ہے

طبیب دیکھ کے کہنے لگا کہ تیرے لئے
نبیؐ کے شہر کی آب و ہوا ضروری ہے

جہاں میں سنتِ آقا ضروری ہے ایسے
کہ گھپ اندھیرے میں جیسے دیا ضروری ہے

جہاں میں چاہے جہاں گزرے زندگی تیری
درِ نبیؐ سے مگر رابطہ ضروری ہے

بدن اِدھر رہے بے شک تلاشِ رزقِ حلال
دل و دماغ اُدھر مبتلا ضروری ہے

کلامِ نعت میں برکت بڑھے گی خوب صمیمؔ
حضورِ والاؐ سے مہر و وفا ضروری ہے

حوالہ

مرے حروف اپاہج ہیں ایک عرصے سے
حضورؐ اب اِنہیں پاؤں پہ لا کھڑا کر دیں
نظامِ عقل و نظر پر کھلیں رموزِ جہاں
حضورؐ دشتِ سخن کو ہرا بھرا کر دیں

تمام عمر چمکتی رہے جبیں پہ بہار
حضورؐ زندگی میں تلخ داستاں نہ رہے
خیالِ سوزِ دُروں آشکار ہو جائے
حضورؐ مجھ پہ کوئی سایۂ خزاں نہ رہے

چمن کو آگ لگانے میں لگ گئے کچھ لوگ
کسی بھی سمت اُجالا نظر نہیں آتا
حضورِ والا کرم کیجئے کہ آپؐ کے بن
کوئی بھی اور حوالہ نظر نہیں آتا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نعت کہنے کے لئے طرزِ بیاں مل جائے
بے زباں شخص کو یعنی کہ زباں مل جائے

دل میں دیدارِ مدینہ کی طلب ہے مولا
کب یہ کہتا ہوں مجھے سارا جہاں مل جائے

دربدر خاک بسر کب کا ہُوا ہوں مولا
کاش اب منزلِ راحت کا نشاں مل جائے

کب تلک ڈھونڈوں گا دنیا میں، مرے پاک نبیؐ
بے مکاں ہوں مجھے بھی اپنا مکاں مل جائے

آپؐ اِک بار نظر میری طرف کر دیجے
بے اماں زندگی کو تا کہ اماں مل جائے

حضورؐ کا غلام ہوں

نہ در بدر گدا گری، نہ شوقِ نوکری
نہ مال وزر کی چاہتیں نہ بادشہ کی چاکری
مرے مزاج میں نہ جستجوئے حاصلِ جہاں
نہ آرزوئے آستاں
نہ میرے پاس حسن ہے، نہ ہی جمال ہے
سخن وری نہ کوئی بہترین سا خیال ہے
نہ کوئی مدعا، نہ ہی کوئی حسین امتثال ہے
اگرچہ ظاہراً میں آدمی ہوں عام سا

اِسے نصیب جانیئے
مجھے غریب مانیئے
مگر بہ فیضِ شاہِ دوسراؐ
میں دوسرے کسی جہان میں نکھرتی شام ہوں
قدیم دور کی مناسبت سے واقفِ نظام ہوں
خوشا کہ میرے والدین بھی حضورؐ کے غلام ہیں
خوشا کہ میں حضورؐ کا غلام ہوں
خدا کرے کہ میری آل بھی حضورؐ کی غلام ہو

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رب کی توفیق سے پتھر کو گہر کرتے ہیں
اِک نظر میں ہی وہ منظورِ نظر کرتے ہیں

اُنؐ کی پرواز کی رفتار کا اندازہ کریں
چند لمحوں میں جو صدیوں کا سفر کرتے ہیں

وہ جو چاہیں تو گلستاں کو نمو یاب کریں
وہ جو چاہیں در و دیوار کو گھر کرتے ہیں

یہ کرم راہِ مدینہ میں ملے گا کہ حضورؐ
راہ کے سنگ کو بھی راہ گزر کرتے ہیں

روکھے لہجے میں کبھی عشقِ نبیؐ سجتا نہیں
دل میں ہو عشق تو اشعار اثر کرتے ہیں

چشمۂ فیضِ نبیؐ جاری ہوا سب کے لئے
بے ہنر شخص کا سامانِ ہنر کرتے ہیں

لوگ وہ میرے مطابق ہوئے خوش بخت کہ جو
زندگی اُن کے خیالوں میں بسر کرتے ہیں

حضورِ والاؐ!

فضائے عشق و یقیں کو تھوڑا انکھار بخشیں
حضورِ والاؐ سکون بخشیں، قرار بخشیں
حضورِ والاؐ!

کئی دنوں سے نظر میں کافی عجیب منظر بسے ہوئے ہیں
محبتوں کو رواج دینے کے سب طریقے
خود آپ اپنے ہی بوجھ نیچے دبے ہوئے ہیں
زمیں پہ راتیں اُداس ٹھہریں
فلک سے رشتے کٹے ہوئے ہیں
گلاب موسم کی چاہ میں نفرتوں کے پرزے
جگہ جگہ پر پڑے ہوئے ہیں
شعور کم اور مادیت زیادہ ہے

حفاظتِ دیں کے نام پر عصبیت زیادہ ہے

نظامِ ہستی کے سارے پہیئے گرے پڑے ہیں

حضورِ والاؐ!

ہمارے واعظ کلام بدلیں، نہیں ہے ممکن

کہ اِس لیاقت سے یومِ ظلمت کی شام بدلیں، نہیں ہے ممکن

غلام لہجے نظام بدلیں، نہیں ہے ممکن

جو آپ اپنا بدل نہ پائیں

وہ یعنی اپنا امام بدلیں نہیں ہے ممکن

حضورِ والاؐ!

یہ مختصر ایک قصہ ہے جو طویل تر ہوتا جا رہا ہے

ہوں دست بستہ کہ بے یقینی کے فلسفوں کو مٹا کے رکھ دیں

نظامِ نفرت جلا کے رکھ دیں

سکون و الفت جہاں میں پھر سے سجا کے رکھ دیں

خزاں رُتوں کو

لُٹے پُٹے موسموں کو تازہ بہار بخشیں

حضورِ والاؐ سکون بخشیں، قرار بخشیں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرے قلم کو جو حرفِ ثنا نصیب ہُوا
فضائے غم سے تبھی اِنخلا نصیب ہُوا

زمین اپنی جگہ منجمد پڑی ہوئی تھی
بہ فیضِ شاہِ عرب اِرتقا نصیب ہُوا

بھٹک رہے تھے سبھی لوگ منزلوں کے لیے
نظر اُنہی کی تھی جو راستا نصیب ہُوا

وگرنہ کیسے کوئی سنتا التجائیں مری
خوشا نصیب کہ یہ آسرا نصیب ہُوا

خوشا کہ اُمتی ہم ہیں حضورِ اکرمؐ کے
خوشا کہ سب سے بڑا رہ نما نصیب ہُوا

مرا نصیب بنانے کو بس یہ کافی ہے
مجھے جو نعت کا یہ سلسلہ نصیب ہُوا

نمازِ عشق

فساد بر پا ہیں میرے وطن میں پیارے نبیؐ
نہ نیم شب کی دعائیں، نہ روشنی ہے کہیں
نہ کوئی زُہد نہ کوئی ہے داستانِ حیات
نہ فکرِ نو کی ہوائیں، نہ آگہی ہے کہیں

جھلک رہی ہے عداوت ہر ایک چہرے سے
خود اپنے ہاتھ سے ہم کھو چکے ہیں اپنا وقار
جدید علم کو سیکھا، قدیم بھول گئے
عجیب نہج پہ اب آگیا ہے رنگِ بہار

حضورِ والاکرم مجھ غلام زادے پر
کہ خود کو عہدِ عداوت میں مبتلا نہ کروں
زباں کو جرأتِ اظہار کا طریق ملے
دجل فریب سے کوئی بھی رابطہ نہ کروں

نئے چراغ جلیں جب، میں ساتھ ساتھ جلوں
شبِ سیاہ کو ساتھ اپنے میں روا نہ کروں
میں صرف نعت کہوں، آپ پر سلام پڑھوں
نمازِ عشق کسی طور بھی قضا نہ کروں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نیک دل، نیک طبیعت کا سراپا ہیں حضورؐ
سب جہانوں میں فقط گوہرِ یکتا ہیں حضورؐ

ایک نقطے پہ جہاں سارا ہُوا ہے قائم
بالیقیں سوچ یہ کہتی ہے وہ نقطہ ہیں حضورؐ

وہ جہاں چاہیں وہیں چشمہ اُبل پڑتا ہے
باخدا خشک زمیں کے لئے دریا ہیں حضورؐ

فیض مخصوص نہیں اُن کا کسی کے لئے بھی
تا اَبد سب کے لئے ایک اُجالا ہیں حضورؐ

نعت کہنے سے مرا طرزِ سخن راس ہُوا
حشر تک میرے لئے اب تو حوالا ہیں حضورؐ

حالات بدل جائیں گے

جیون دھرتی پر درد و غم آتے رہتے ہیں
حیرت کی کوئی بات نہیں
لیکن کچھ لوگ مجھے
دولت کا راگ سناتے جاتے ہیں
دن کو رات بتاتے جاتے ہیں
اپنی گردن کا طوق چھپاتے جاتے ہیں
اور مجھے مفلس، بے کس، بیکار بتاتے جاتے ہیں
شاید کہ اُنہیں معلوم نہیں
شاہِ دوعالمؐ کی چشمِ کرم پڑنے کی دیر ہے
دن رات بدل جائیں گے
میرے بھی حالات بدل جائیں گے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زمیں چمکتی ہے یہ آسماں چمکتا ہے
پڑھیں درود تو سارا جہاں چمکتا ہے

اُنہیؐ کے فیض سے روشن یہ کائنات ہوئی
اُنہیؐ کے نور سے کون و مکاں چمکتا ہے

اُنہیؐ کے نام سے حرفوں میں تازہ خوشبو ہے
اُنہیؐ کے ذکر سے طرزِ بیاں چمکتا ہے

حضورِؐ والا کے لطف و کرم کی برکت سے
یقیں چمکتا ہے وہم و گماں چمکتا ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

جو مصطفیٰؐ کے طریقوں کو عام کرتے ہیں
قدم قدم اُنہیں پتھر سلام کرتے ہیں

جو کام وقت کے شاہوں سے ہو نہیں پاتا
وہ کام میرے نبیؐ کے غلام کرتے ہیں

درود پڑھتا ہوں میں اُنؐ پہ رات دن، اور وہ
مرے سکون کا خود انتظام کرتے ہیں

کسی بھی طور اُنہیں کوئی خوف ہوتا نہیں
جو اپنی زندگی اُنؐ کے ہی نام کرتے ہیں

فقط یہ فیضِ نبیؐ ہے کہ دو جہانوں میں
جسے وہ چاہیں اُسے ہم کلام کرتے ہیں

درود پڑھتے ہیں اُن پر سلام بھیجتے ہیں
بس ایک کام یہی صبح و شام کرتے ہیں

قطعات

نظرِ سرکارؐ بہ توفیقِ خدا ہوتی ہے
زور کی بات نہیں نعت عطا ہوتی ہے
رات دن حمد وثنا کرتے رہو اے عشاق
اس سے لاچار مریضوں کو شفا ہوتی ہے

....

یہ رات دن مہینے سال صبح و شام نعت ہے
بلاشبہ ازل ابد کا سب نظام نعت ہے
وہاں پہ کس طرح ہو مدحتِ رسولؐ کا بیاں
کلامِ رب جہاں تمام کا تمام نعت ہے

اِک عجب واقعہ تاریخ میں لکھا ہُوا ہے
جس نے اِس وقت کی رفتار کو روکا ہُوا ہے
وہ مزا ذاتِ محمد ہی سمجھتی ہے فقط
جو مزا شرفِ ملاقات میں رکھّا ہُوا ہے

....

کم ہے سامانِ ہنر، حسنِ نظر بھی کم ہے
کم ہے توفیقِ سفر، زادِ سفر بھی کم ہے
چند شعروں میں بیاں شانِ نبیؐ کیسے ہو
اُنؐ کی توصیف کو تو عمرِ خضر بھی کم ہے

کچھ عشق و محبت کا سامان مکمل ہو جائے
میں نعت کہوں اُن کی ایمان مکمل ہو جائے
دن رات غزل لکھوں دیوان نہیں ہونا، مجھ سے
اِک نعت لکھوں اُن کی دیوان مکمل ہو جائے

....

سکون و کیف ملا، غم کا باب ختم ہُوا
اُنہی کے صدقے مرا اضطراب ختم ہُوا
اُنہی کے فیض سے روشن ہوئے زمان و مکاں
اُنہی کے فیض سے سارا عذاب ختم ہُوا

وفا کے سچے درود پڑھتے سنور گئے ہیں
دلوں کے اچھے درود پڑھتے سنور گئے ہیں
زمانہ جن کو سمجھ رہا تھا فضول سے لوگ
اُنہی کے بچے درود پڑھتے سنور گئے ہیں

....

نبیؐ کی بات کہیں پرچمِ نبیؐ کی بات
درِ رسولؐ سے ملتی ہے زندگی کی بات
ثنائے احمدِ مرسلؐ ہے تازگی کا سبب
حروفِ اسمِ محمدؐ ہے آگہی کی بات

جگر میں عشقِ نبیؐ دل میں احترامِ نبیؐ
سکھا رہا ہوں زمانے کو میں مقامِ نبیؐ
یہاں پہ قولِ خدا یا نبیؐ کی بحث نہیں
وہی نظامِ خدا ہے جو ہے نظامِ نبیؐ

....

اگرچہ جسم تو ویراں نگر میں
ہے
مگر یہ دل مدینے کے سفر میں
ہے
سکونِ قلب و جاں کو ڈھونڈنے والو
سکونِ قلب و جاں اُن کی نظر میں
ہے

ہم فقط اُن کی غلامی میں جیے جاتے ہیں
زیب دیتا نہیں شاہوں پہ بھروسا کرنا
میں گنہگار سہی اُمتی تو آپؐ کا ہوں
حشر کے روز کسی طور نہ تنہا کرنا

....

برائے نعت نبیؐ کا کلام پڑھتے رہیں
بڑے ہی شوق سے با اہتمام پڑھتے رہیں
حضورِ والا کا حق ہے کہ ہر گھڑی اُن پر
درود پڑھتے رہیں اور سلام پڑھتے رہیں

اُنؐ کی خیرات سے یہ حمد وثنا جاری ہے

زخم مٹتے چلے جاتے ہیں، شفا جاری ہے

ورنہ دنیا تو کچل دیتی مجھے بھی ، لیکن

مجھ خطاکار پہ آقاؐ کی عطا جاری ہے

ابیات

رات دن ایک کام کرتا ہوں
مصطفیٰؐ پر سلام پڑھتا ہوں

....

میں اگر خاکِ غلامِ مدنی ہو جاؤں
پھر یقیناً میں بھی قسمت کا دھنی ہو جاؤں

....

میرا کھویا ہُوا پندار دیا ہے مجھ کو
آپؐ نے واقفِ اَسرار کیا ہے مجھ کو

....

مثال تک نہیں ہے، بے مثال آپؐ ہی ہیں
خوشا کہ صاحبِ فضل و کمال آپؐ ہی ہیں

....

زندہ رہنے کے لئے صاف ہَوا مانگتے ہیں
صرف آقاؐ سے ہدایت کی ضیا مانگتے ہیں

درود پڑھنے کا گر تیرا اہتمام نہیں
تمہارے ساتھ مری پھر دعا سلام نہیں

....

نہ خرد کی ہے تمنا، نہ عدد دیکھتے ہیں
ہم فقط نورِ ازل نورِ ابد دیکھتے ہیں

....

بادشاہی دے کے لیتے ہیں غلامی اُنؐ سے
لفظ پاتے ہیں مرے اذنِ کلامی اُنؐ سے

....

صاحبِ ساقئ کوثر کے لئے لکھتے ہیں
نعت ہم حبِّ پیمبر کے لئے لکھتے ہیں

....

نہ عشق میں نہ جنوں میں نہ ہی کمائی میں
مزا جو ملتا ہے سرکارؐ کی گدائی میں



سہیل احمد صمیمؔ کا عقیدت نگاری کا مسودہ اِلیَ النّور دیکھا اور دل سرشار ہُوا۔ صمیمؔ صاحب نے نعت کے نظمیہ آہنگ کو اپنی افتادِ طبع سے مزین کیا ہے۔ اُن کی نعتیہ نظم ایک بھرپور تاثر کی حامل ہے۔ اُن کے طرزِ بیاں میں اقبالیہ اثرات کا جمال موجود ہے۔ نعتیہ ڈکشن میں اُنہوں نے اپنے عجز و نیاز کو اُجاگر کیا ہے۔ کتاب اِلیَ النّور نعت نگاری کی نئی اور پرانی کتابوں میں ایک پُر کیف اور پُر جمال تاثر قائم کرے گی۔ صمیمؔ نے غزلیہ پیرایا بھی ایسا برتا ہے، جس سے رسولِ پاکؐ سے محبت اور عقیدت دل پذیرانہ انداز میں دِلوں کی تازگی پر اثر انداز ہو گی۔ صمیمؔ نے اپنی امیجری (نعتیہ) میں انفرادی شعور پیدا کیا ہے۔ کتاب کے مطالعے سے نعت کے تقدس اور پاکیزگی کے احساسات زیادہ روشن ہوں گے۔ خداوند کریم نے اِس شاعر کو خاص کرم کا اعزاز بخشا ہے۔

آصف ثاقب

ایک لامتناہی طویل قطار میں سب اپنے اپنے نعت کے ہدیے اور تحفے ہاتھ میں لیے اُن لوگوں کی طرف حسرت سے دیکھتے ہیں جن کے تحفے قبول ہو چکے ہیں۔ اور وہ اُن کی بدولت اپنے لیے خزانے اکٹھے کر چکے ہیں۔ اِس قطار کے سب لوگ حرف گر ہیں۔ سب لفظوں کے کاری گر ہیں اور یہ ہدیے ایسی ذاتِ پاک کی مدح میں لفظ بُن کر بنائے گئے ہیں جن کو اپنی مدح کی ضرورت نہیں لیکن اُن کی مدح کی سب کو ضرورت ہے۔
اِس قطار میں سہیل احمد صمیم کا ہدیہ ایک نعت یا چند نعتوں کی شکل میں نہیں بلکہ مکمل نعتیہ مجموعے کی صورت میں ہے۔ نعتیہ مجموعہ جو نعت کہنے والے کا خواب بھی ہے اور اُس کی بساط کی حد بھی۔ سہیل احمد صمیم کبھی مسدس، کبھی غزل، کبھی آزاد و پابند نظم کی صورت میں مدح خوانی کرتے کرتے اِس حد تک رسا ہوئے ہیں کہ نعتیہ منزل کے راہی اُسے رشک سے دیکھیں گے۔ میں سہیل کی اِس کتاب کی قبولیت کے لیے بھی دعا کرتا ہوں اور اپنے لیے بھی اس منزل تک پہنچنے کے لیے دعا خواہ ہوں جو ہنر سے نہیں اذن و اجازت سے ملتی ہے۔ سہیل احمد صمیم نے نعت کے حوالے سے کتنا سچا شعر کہا ہے۔

جن کو سرکارؐ کی جانب سے اجازت نہ ملی
لکھ نہ پائے وہ کبھی نعت ہنر ہوتے ہوئے

سعود عثمانی

ISBN 978-969-544-191-6